عہد ماضی کے مناقشات

دنیا کا بڑا حصہ عہد ماضی کے مناقشات میں اُلجھا ہوا ہے۔ جھگڑے جاری ہیں، بحثوں کی گرم بازاری ہے حالانکہ جس دور پر سیکڑوں یا ہزاروں سال بیت چکے ان کے متعلق آج کوئی فیصلہ ہو بھی جائے تو گزشتہ حالات کی تلافی کی کوئی صورت نہیں۔ اقبالؒ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا تھا، جب کہا تھا:

محفل نو میں پرانی داستانوں کو نہ چھیڑ   رنگ پر جواب نہ آئیں ان فسانوں کو نہ چھیڑ

سورۃ طٰہٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان ایک مکالمے کا مختصر ساذکر ہے۔ فرعون نے سوال کیا کہ موسیٰ! تمہارا پروردگار کون ہے؟ جواب ملا کہ ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کی خلقت بخشی، پھر اس پر زندگی اور عمل کی راہ کھول دی۔ فرعون کو خیال آیا کہ بے شمار گروہ گزر چکے ہیں۔ جو ایسے پروردگار کی معتقد نہ تھے۔ چنانچہ سوال کیا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہونا ہے، جو گزر چکے اور ایسے پروردگار کے تصور سے بھی نا آشنا تھے۔ حضرت موسی نے جواب دیا: عِلْـمُهَـا عِنْدَ رَبِّـىْ فِـىْ كِتٰبٍ لَا يَضِلُّ رَبِّىْ وَلَا يَنْسَى (طه:٥٢) اس کا علم میرے پروردگار کے پاس لکھا ہوا موجود ہے۔ میرا پروردگار ایسا نہیں کہ کھویا جائے یا بھول میں پڑ جائے۔ یعنی اس کاوش میں پڑنے اور بحث ونزاع میں الجھنے سے ہمیں کیا حاصل ہوگا؟ بہتر ہے کہ گزرے ہوئے لوگوں کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں اور اپنی توجہ صرف ذاتی دوستی پر جما دیں، کیونکہ پہلوں کی گمراہیاں ہمیں کچھ نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ ان کی نیکیوں سے ہمیں کوئی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ ہمارا اچھا یا برا انجام ہمارے ہی اچھے یا برے اعمال کی بناء پر ہوگا، پھر کیوں انہی کی فکر نہ کریں؟ قرآن مجید نے یہی اصول دوسرے مقام پر ان الفاظ میں پیش کیا:

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْخَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (البقرہ:١٣٤) یہ ایک امت تھی، جو گزر چکی اس کے لیے وہ تھا جو اس نے اپنے عمل سے کمایا۔ تمہارے لیے وہ ہوگا جو تم اپنے عمل سے کماؤ گے تم سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ ان کے (یعنی گزری ہوئی قوموں اور جماعتوں کے) اعمال کیسے تھے؟

کتنا پاکیزہ اور امن پرور اصول ہے، جو ہمارے بے شمار جھگڑوں اور بحثوں کو ختم کرسکتا ہے۔ جب یہ مسلم ہے کہ نہ گزرے ہوئے لوگوں کی نیکیاں ہماری بحثوں سے کم یا زیادہ ہو جائیں گی اور نہ ان کی برائیوں میں ہمارے جھگڑوں کی وجہ سے کوئی فرق پڑے گا۔ آخران بحثوں سے اس کے سوا کیا حاصل ہوسکتا کہ اپنا وقت بیجا صرف کریں، باہمی روابط کو بگاڑیں حالاں کہ ہماری یہ گرم جوشیاں نہ خود ہمارے نامہ اعمال میں کوئی اچھا اضافہ کرتی ہیں، نہ گزرے ہوئے لوگوں کے لیے کسی بھی درجے میں مفید وسودمند ہیں۔ اگر دنیا اس اصول کو اپنا لے تو غور کیجئے کہ اس کی ناخوشگوار اور بے نتیجہ سرگرمیوں میں کتنی کمی آجائے اور تعاون وخوشگواری کی فضا کتنی اچھی ہو جائے؟   (رسول رحمت، امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ ص ٧٩٦-٧٩٧)

درس حدیث

محمد اظہر مدنی

صلہ رحمی کی فضیلت

عن أبی هريرة رضی الله عنه أنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من سره أن يبسط الله فی رزقه وأن ينسأ له فی اثره فليصل رحمه . (صحيح بخاری وشرح ۵۲۸۵ كتاب الطلب باب من يبسط به فی الرزق لصلة الرحم باب رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا رزق میں کشادگی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسے پسند ہے کہ اس کی روزی میں کشادگی ہو اور اس کی عمر لمبی کر دی جائے تو چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

تشریح: قرآن وحدیث میں متعدد جگہوں پر صلہ رحمی کا ذکر آیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے صلہ رحمی کرنے والوں کے لیے خوشخبری دی ہے۔ ''صلہ'' یہ ایک ایسا لفظ ہے جو اخلاق کریمانہ کی تمام شکلوں کو شامل ہے۔ اور لفظ ''رحم'' کا اطلاق رشتہ داروں پر ہوتا ہے۔ اس طرح مذکورہ عنوان کا مفہوم ہوا کہ اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا، ان کے کام آنا، خندہ پیشانی اور خاکساری سے پیش آنا اور ان کی غلطیوں کو درگذر کرنا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صلہ رحمی کا بہت بڑا درجہ اور مقام ہے اور صلہ رحمی کو برتنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتہ ناطہ توڑنے سے بھی بچو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔ (سورہ نساء:۱)

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا (الاسراء:۲۶) اور رشتہ داروں اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرو۔ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَاب اور اللہ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ اسے جوڑتے ہیں اور وہ حساب کی سختی کا اندیشہ رکھتے ہیں۔ (سورہ الرعد۲۱) رشتے ناطے کو مضبوط کرتے ہیں جوڑتے ہیں توڑتے نہیں ہیں من جملہ تمام رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا ضروری ہے اور ان رشتہ داروں میں سب سے زیادہ جو صلہ رحمی کا مستحق ہے وہ والدین ہیں اللہ تعالیٰ جہاں اپنے حق کا ذکر کیا ہے وہیں والدین کے حقوق کا بھی ذکر فرمایا ہے چنانچہ والدین کو ہمیشہ مقدم کرنا چاہیے بالعموم صلہ رحمی کی بیشمار فضیلتیں ہیں صلہ رحمی کرنے والا شخص کبھی اللہ کی رحمت سے محروم نہیں ہوتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی اور جب اس سے فارغ ہوئے تو رحم نے عرض کیا کہ یہ اس شخص کی جگہ ہے جو قطع رحمی سے میری پناہ مانگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں گا جو تم سے اپنے آپ کو جوڑے اور اس سے توڑ دوں گا جو تم سے اپنے آپ کو توڑ دے **اما ترضين ان اصل من وصلک واقطع من قطعک** تو رحم نے کہا اے رب کیوں نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس یہ تجھ کو دیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر جی چاہے تو یہ آیت کریمہ پڑھ لو فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو۔ (سورہ محمد۲۲) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے قطع رحم کرنے والے کو سخت وعید سنائی ہے بخاری شریف کی روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرماتے ہیں: **لا يدخل الجنة قاطع** قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پیارے نبی سے ہمیشہ ایسے اعمال کے بارے میں سوال کرتے تھے جس پر عمل پیرا ہو کر جنت میں داخل ہو جائے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے ایسا عمل بتائیے جسے میں کر کے جنت میں داخل ہو جاؤں اس پر لوگوں نے کہا کہ اسے کیا ہو گیا ہے کیا ہو گیا ہے تو رسول اللہ نے فرمایا کہ اسے اس کی ضرورت ہے پوچھنے دو اس کے بعد رسول اکرم نے انہیں بتایا کہ **تعبد الله ولا تشرک به شيئا وتقيم الصلاة وتؤتی الزكاة وتصل الرحم** اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو نماز قائم کرتے رہو زکاۃ ادا کرتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو یہی وہ اعمال ہیں جو تمہیں جنت میں لے جائیں گے۔

مذکورہ تمام احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ رزق میں کشادگی عمر میں درازی ایک دوسرے پر شفقت ورحمت اور اخوت ومحبت ایک دوسرے سے معانقہ، سلام، نرم بات حلم وبردباری اور مال خرچ کرنا وغیرہ صلہ رحمی سے حاصل ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ تمام اعمال بہت محبوب ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ صلہ رحمی کرنے والے کے گناہ کو معاف کر دیا جاتا ہے اور رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ رشتہ داروں پر صلہ رحمی کرنے سے دوگنا اجر ملتا ہے حضرت سلمان بن عامرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: **الصدقة على المسكين صدقة وعلى ذی الرحم ثنتان صدقة وصلة** مسکین پر صدقہ کرنا صدقہ ہے اور رشتہ داروں پر مال خرچ کرنا صدقہ ہے اور صلہ رحمی بھی ہے۔ یعنی دوگنا اجر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو صلہ رحمی کی اہمیت وفضیلت اور اس کے فوائد کو سمجھنے کی توفیق ارزانی بخشے اور اس پر قائم ودائم رہنے کی خصوصی عنایت بخشے اور ہمارا حشر ونشر ان لوگوں کے ساتھ فرمائے جو صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ **وصلى الله على نبينا محمد**

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی
نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
اسلامی معاشرہ میں مسجد کی اہمیت	۶
مظلوم کی بددعا سے بچو	۸
تربیت اولاد: کتاب وسنت کی روشنی میں	۱۰
دعوت وتبلیغ کے آداب	۱۵
رپورٹ: دورہ تدریبیہ	۱۹
طب وصحت	۲۶
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۲۸
جماعتی خبریں	۳۱
کلینڈر ۲۰۲۰ء	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدلِ اشتراک
سالانہ ———— ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ———— ۷/روپے
پاکستان ———— ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

ابو مصلح الکریمی

سلف کا اسوہ اپنائیں اور تلبیسات سے بچیں

سلف اور خلف کا فرق یہ ہے کہ سلف نے کتاب وسنت اور دین وایمان کو اس کے منبع اصلی اور مصدر حقیقی سے حاصل کیا۔ وہ اپنے صفائے قلب، تزکیہ نفس، صحبت سید الصالحین وامام المتقین کی وجہ سے جہاں خود کتاب وسنت کے اسرار ورموز، حِکم و مواعظ اور امر اللہ سے قلوب واذھان اور اعمال واخلاق کو مزین کیا وہیں صادق المصدوق، افصح العرب اور قرآن کریم کی تبیین وتوضیح اور تفسیر کے مکلّف و مامور حضرت رسول رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اسرار اور رموز دین کو حاصل کیا، اس میں ان کے عرب العرباء اور زبان عربی کے رمز شناس ہونے کا بھی دخل تھا۔ وہ لغوی طور پر منشاء الٰہی کو سمجھ لینے میں دقت محسوس نہیں کرتے تھے، بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ تفسیر وتشریح فرمادیا اس پر ان کا ایمان وایقان کامل ہوگیا اور وہ اس کی حقیقتوں سے لذت آشنا ہوکر اس پر عمل پیرا ہونے میں ہزاروں رکاوٹوں اور چیلنجوں کو خاطر میں نہیں لاتے تھے اور ”کذالک الایمان اذا وقر فی القلب“ (یہی حال ایمان کا ہے جب وہ دل میں جاگزیں ہوجاتا ہے) کی عملی گواہی دینے اور اس کی حقیقت کو جاننے والے تھے۔ اسی طرح کتاب وسنت اور اس کی مراد ورضائے الٰہی کو بھی جان جاتے تھے اور وہ زبان وماحول کے ماہر اور خوگر بھی ہوچکے تھے۔ اسی وجہ سے ”لیطمئن قلبی“ کی کیفیت ہوجاتی تھی۔ خلف جنہوں نے اسلاف کے نقش قدم کی پیروی کی ان کے ایمان ویقین اور علم وعمل عموماً اللہ کی توفیق سے کسبی تھے، جسے انہوں نے کافی جدوجہد اور مسلسل ومخلصانہ محنت سے حاصل کیا تھا، ”التابعین لھم باحسان الی یوم الدین“ والی بات ان کے زیادہ فہم وفراست اور فکر وتدبر کے ساتھ اتباع کامل اور جہد مسلسل کا نتیجہ ہے۔ اب اگر کامل تمسک بالکتاب والسنہ اور انتھک اور مخلصانہ ومودبانہ جانفشانیوں سے کوئی اسے حاصل کرے گا تو وہ منہج سلف پر گامزن رہ سکے گا ورنہ صرف یہی نہیں کہ ان کے درمیان قدیم وجدید افکار و نظریات اور فلسفات وکلامیات در آئیں گی بلکہ عملاً کتاب وسنت کا نام لینے اور اس اعتقاد کا دعوی جمائے رکھنے کے علی الرغم سلف کے جادہ حق سے پھسل جانے اور خود سلفی واہل حدیث مکتب ومنہج میں شغاف ڈالنے اور اسے بدنام کرنے کا سبب بنیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ دور اول کی مثالیں ہمارے سامنے ہونے کے باوجود ہم اس سے مستفید نہیں ہو پارہے ہیں اور کبھی کبھی علماء وصلحاء اور شباب وشیوخ سب اس سے متاثر اور ہنگامۂ دنیا اور اس کے افکار وخیالات کے شکار ہوتے جارہے ہیں اور داء الامم جو دیگر فرق وجماعات میں فکری وعملی اور بسا اوقات اعتقادی طور پر داخل ہوگیا، اس کا تو کچھ پوچھنا ہی نہیں۔ مگر تشویش کی بات یہ ہے کہ یہ بیماری کسی بھی مرحلے اور کسی بھی شکل یا مقدار میں سلفیت میں داخل ہوجائے تو انتہائی خطرناک بات ہوگی۔ جس طرح دور اول میں مسلمان داء الامم یعنی ھوی وہوس سے خالی اور چوکنا ہونے کی وجہ سے فکری و اعتقادی اور عملی طور پر اس کا شکار نہ ہوتا تھا بلکہ اسے پہلے مرحلے میں ہی بھانپ جاتا تھا، اس کی قباحت وشناعت کو بیان کردینے کے لیے بیتاب ہوجاتا تھا اور عامۃ

المسلمین بھی ہوشیار و چوکنا ہوجاتے تھے۔ اس کے لیے قرآن کریم کی تلاوت، رسول ﷺ کی تبیین وتوضیح اور قولی وعملی تفسیر جوحدیث شریف کی شکل میں ان کے پاس تھی اسے بیان فرماتے تھے، امت سے متعلق ساری پیشینگوئیوں اور احادیث فتن کو خوب خوب بیان فرماتے اور متنبہ کرتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اور پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اقوال وافعال جوکثرت سے تمسک بالکتاب والسنہ اور اتباع منہج وسنت خلفاء راشدین سے متعلق تھے اور صحابہ کرام کے نمونہ زندگی کی پیروی کی تاکید فرماتے تھے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سلف کے امتیازات کیا تھے کہ جن کو اپنا کر موجودہ دور کے مسلمان داخلی وخارجی انتشار سے بچ سکتے ہیں اور پرُفتن زمانے میں اپنے دین وایمان اور تشخص کے ساتھ سرخرو ہوسکتے ہیں۔ سطور بالا میں اسلاف کے امتیازات میں سے بعض نمایاں خوبیوں کا ذکر آچکا ہے کہ ان کے اندر ایمان کی پختگی تھی، علم کی گہرائی تھی، دل کی صفائی تھی۔ ان کا ایک خاص امتیاز تثبت، کسی معاملے کی چھان بین اور تحقیق تھا۔ وہ ہرسنی سنائی بات پر کان نہیں دھرتے تھے۔ اس کی تحقیق کرتے تھے۔ سلفیت سے یہ بات بعید تر ہے بلکہ منافقین کی صفت ہے کہ وہ ہرخبر کے پیچھے بلا تحقیق دوڑ پڑیں۔ اس کو فتنہ بنائیں اور انارجی لگائیں۔ اسلاف کرام قرآنی ہدایات کے مطابق اہم معاملات کو اولی الامر کی طرف لوٹاتے تھے۔ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ" مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَا تَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا (النساء:۸۳) "جہاں انھیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کردیا حالانکہ یہ لوگ اسے رسول ﷺ کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں (اولیاء الامور) کے حوالے کردیتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کرلیتے جونتیجہ اخذ کرتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو معدودچند کے علاوہ تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔"

وہ ایمانیات واسلامیات کے تمام ارکان وشرائط اور واجبات کو پوری یکسوئی، دلجمعی اور صفائے قلب سے ادا کرتے تھے۔ اسی طرح اسلام کے منافی چیزوں کا صحیح ادراک رکھتے تھے اور ان سے ہرممکن طور پر بچتے تھے۔ حلقہ یاراں میں ابریشم کی طرح نرم ہوتے تھے اور معرکہ حق وباطل میں حکمت ودانائی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ ہرحال میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور خوشنودی کے متلاشی رہتے تھے۔ خلق الٰہی پر مہربان اور ان کے ساتھ انصاف واکرام کرنے والے تھے اور کسی بھی صورت میں حق کا دامن چھوڑنے والے نہیں تھے۔ "وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا، اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى" (المائدة:۸) "کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کردے، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔"

اس پر مستزاد یہ کہ اللہ رب العزت کے آگے مکمل سپردگی، اخبات وعبادت اور اخلاص وللٰہیت کے ساتھ بے نفسی بھی تھی۔ وہ ہرطرح کے ریا ونمود اور تکلفات سے کوسوں دور تھے۔ عقبیٰ وآخرت کو سنوارنے کے لیے دنیا ومافیہا کی محبت سے بالکل اپنے آپ کو پاک رکھتے تھے۔ جاہ طلبی اور منصب ومال کی کشش ان کو کبھی بھی جادۂ حق سے ہٹا نہیں سکتی تھی۔ غیر اہم اور لایعنی باتوں کا تو ذکر ہی چھوڑ دیجیے۔ "الأهم فالمهم" ان کا مطمح نظر ہوتا تھا۔

اس موقع پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا وہ تاریخی اور حقیقت پرمبنی قول یاد آرہا ہے جس میں آپ نے فرمایا تھا: "من كان مستننا فليستن بمن قد مات فان الحي لا تومن عليه الفتنة اولئك اصحاب محمد كانوا أفضل هذه الامة وأبرها قلوبا وأعمقها علما وأقلها تكلفا اختارهم الله بصحبة نبيه ولاقامة دينه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم في آثارهم، فانهم كانوا على الهدى المستقيم" (جامع بیان العلم وفضلہ) "جس کو اقتدا کرنی ہے وہ گزرے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اقتدا کرے کیوں کہ زندوں پر فتنہ کا خطرہ ہے۔ قابل اقتدا محمد ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں۔ اللہ کی قسم وہ اس امت میں سب سے افضل تھے۔ ان کے دل سب سے زیادہ نیکیوں کی تڑپ رکھنے والے، وہ سب سے زیادہ گہرے علم والے اور سب سے کم تکلف کرنے والے تھے۔ وہ ایسے لوگ تھے جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی صحبت کے لئے اور اقامت دین کے لیے چن لیا تھا۔ لہٰذا تم ان کے فضل ومقام کو پہچانو۔ ان کے آثار کی اتباع کرو، ان کے اخلاق اور دین کو حتی الوسع مضبوطی سے تھام لو، یقیناً وہ سیدھی ہدایت پر قائم تھے۔"

اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ان الله نظر في قلوب العباد فوجد قلب محمد خير قلوب العباد فاصطفاه لنفسه فابتعثه برسالته، ثم نظر في قلوب العباد بعد قلب محمد صلى الله عليه وسلم فوجد قلوب اصحاب خير قلوب العباد فجعلهم وزراء نبيه"۔ (احمد) یعنی اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں دیکھا تو ان میں محمد ﷺ کے دل کو سب سے بہتر پایا اس لئے انہیں اپنے لیے چن لیا اور انہیں منصب رسالت عطا کیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں دیکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کو سب سے بہتر پایا اس لیے انہیں اپنے نبی کا وزیر بنادیا۔

نزاعات کو ذاتی یا معاشرتی یا ملی زندگی میں یا تو پیدا ہونے کا موقع ہی نہیں دیتے تھے اور اگر کبھی بتقاضائے بشریت اور حالات کے ملابسات کی وجہ سے نزاع کی صورت پیدا ہو بھی جاتی تھی تو جتنا جلد ہوسکتا تھا اسے ختم کرتے تھے۔ وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے معاً بعد حضرت ابوبکر صدیق وعمر رضی اللہ عنہما کے واقعات اور انصار ومہاجرین کے مباحثات اور پھر ان کا اتفاق اس کی زندہ مثالیں ہیں۔

آج سلف وخلف، موجودہ دینداروں اور دین کے بہی خواہوں اور علماء اور دین پسند نوجوانوں کے طرز وتعامل میں فرق جاننے کے لیے غور کریں کہ دونوں اصلاح حال اور فلاح دین ودنیا کے لیے مخلصانہ سوچتے اور عمل کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات بحث وتمحیص کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اگر اس میں "اعجاب كل ذي رائي رايه" (خود پسندی) کا حصہ حذف کردیا جائے تو دونوں ماجور ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جو عقائد وایمانیات کے ماہرین کے یہاں بھی اہم ترین ہے اور عام قضاء وافتاء کے ماہرین کے لیے بھی اور معاملات اور فقہ ومقالات کے متعلقین کے یہاں بھی اور سب اپنے اپنے طور پر اس کے حدود اربعہ اور دائرہ کو شرعی بنیادوں پر حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ برخلاف اس کے کہ کوئی شخص انصاف کے تقاضوں کو پورا نہ کرتا ہو

تو اس پر شدید وعید آئی ہے وہ لائق فہم وتدبر وتذکر ہے۔

یہ بات معلوم ومسلّم ہے کہ متعدد نظامہائے عالم اور ادیان و مذاہب بہت سارے ممالک میں حاکم ہیں اور انہی کی بنیاد پر وہاں کا دستور وضع کیا گیا ہے۔ ایسے تکثیری ماحول میں ان کے پاس اپنے قضایا خاص طور پر مشترکہ معاملات لے جانا کیسا ہے۔ اور یہ کس زمرے میں آتا ہے؟ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض جمہوری ملکوں اور ڈیموکریٹک وسیکولر عدالتوں میں خالص دینی معاملات کا تصفیہ اور پرسنل لاء اور مساجد ومقدسات کے مقدمات بھی اس کے شہری لے جاتے ہیں۔ ایسے میں ان پر کیا حکم لگے گا؟ کیا ان ملکوں کے باشندوں کے لیے جو اتفاق سے سعودی عرب کو چھوڑ کر ساری دنیا میں ہیں وہاں کے قوانین وضابطوں کو مسلمان خصوصا اقلیتیں سہارا نہیں سمجھتے اور اس کی روشنی میں زندگی نہیں گذارتے ہیں؟ آج عام ومشترک مسائل سے قطع نظر ہزاروں مقدمات، لاکھوں تنازعات اور تصفیہ طلب قضایا جو خالص دینی اہمیت کے حامل ہیں غیر اسلامی عدالتوں میں پیش ہورہے ہیں، خواہ ان کی جو بھی وجوہات ہوں، تو کیا اس عمل کو التحاکم الی الطاغوت کہا جائے گا۔ سلف نے ان عدالتوں کی اہمیت وضرورت کو تسلیم کیا ہے اور ان عدالتوں سے ان کا عبر القرون تعامل بھی رہا ہے۔ خاص طور سے ہندستان جیسے ممالک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور جن کو آئینی طور پر جمہوری ملک ہونے کی وجہ سے کئی طرح کے تحفظات اور مراعات حاصل ہیں۔ ایسے میں ملکی عدالتوں میں دیگر عام دنیوی مسائل کی طرح دینی اہمیت کے حامل مسائل کو لے جانے پر کلام نہیں کیا جاسکتا۔ کیوں کہ اگر بصورت محال یہاں شرعی عدالتیں قائم بھی ہوجائیں تو ان کو قوتِ تنفیذ کہاں سے حاصل ہوگی؟ اسی لیے مسلمان شرعی پنچایت، افہام وتفہیم کی مجلس اور دار الفتاویٰ وغیرہ طریقوں سے کام چلاتے ہیں اور عدالتوں کا بوجھ بھی کم کرتے ہیں۔

ایک اور زاویے سے غور کریں کہ ان عدالتوں کو نہ تسلیم کرنے کی صورت میں اس طرح سے انارکی اور لاقانونیت راہ پائے گی جو کسی طرح سے ملک وملت کے مفاد میں نہیں ہوگا۔ اجودھیا قضیے کا فیصلہ جس کے بارے میں کئی طرح کے خدشات اور اندیشے ظاہر کیے جارہے ہیں اور عدالت کے طریقہ استدلال واستنباط پر ماہرین انگشت نمائی کررہے ہیں جو درست بھی ہوسکتے ہیں اور مسلمانوں کے جذبات وقیاسات اور خیالات وآراء وثبوت یہی تھے کہ مسجد کے حق میں فیصلہ آئے گا مگر اس کے برعکس آیا تو صبر وتحمل اور عدالت کے فیصلہ کے احترام کو ملحوظ رکھنے اور امن وشانتی بنائے رکھنے کی تلقین کی گئی اور سبھوں نے مانا۔ سلفیت یہی مزاج پیدا کرتی ہے جس کے ثمرات وبرکات آج نمایاں طور پر محسوس کیے گئے ہیں۔ ہمارے ایک انکار اور منفی وغیر سنجیدہ رد عمل سے پورے ملک میں جو ناخوش گوار واقعات رونما ہوتے اور جس طرح سے امن کے دشمنوں کو کھیل کھیلنے کا موقع ملتا اس کے تصور سے ہی دل کانپ اٹھتا ہے۔ ماضی میں مختلف مواقع پر اپنی غیر سلفی روش اور برتاؤ کی وجہ سے جان اور اربوں کی املاک اور عزت وآبرو جذباتیت کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھ چکی ہیں۔

یہ عجیب مذبوحی حرکت ہے کہ بعض حدثاء الاسنان اور سفہاء الاحلام جب ڈاکٹر ذاکر نائک کا مسئلہ آیا تو یہ شرفروش میدان میں کود پڑے اور جمعیت کو اس میں ملوث کرنے کے لئے اتاؤلے ہونے لگے۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ اس طرح اور بعض واقعات پیش آئے تو یہ خوارج صفت یا منافقین صفت لوگ کبھی روباہی اور کبھی خودساختہ اسداللہی بھیس میں آنا شروع ہوگئے۔ دراصل بغض وحسد ان کے دلوں کا روگ ہے اور ابن الوقتی ان کا وطیرہ ہے۔ اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ ان کے اوچھے حرکات کو ہم اول دن سے دیکھ رہے ہیں۔ ذمہ داران کو انہوں نے ہمیشہ بازیچہ اطفال سمجھا حتی کہ شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ اور علامہ داؤد راز رحمہ اللہ وغیرہ کو بھی اپنی تلبیسات اور اتہامات سے نہیں بخشا۔ یہی چند شر پسند ہیں جنہوں نے اکثر مسلم تنظیموں کے ذمہ داروں کی معیت میں وزیراعظم کے ساتھ امیر جمعیت کو اسٹیج پر دیکھ کر برداشت نہ کرسکے اور سنسنی پھیلانے کی بھرپور کوشش کی اور بات نہ بنی تو فوٹوشاپ کا سہارا لے کر جعلی طور پر اسرائیل میں اسرائیلی صدر کے ذریعہ استقبال کرتا ہوا دکھانے تک سے بھی باز نہیں آئے۔ کچھ دنوں پہلے بھی قومی سلامتی کے لئے منعقدہ مجلس میں ہندو مسلم تنظیموں کے ساتھ دیکھ کر ان کی رگِ حسد پھر بھڑک اٹھی۔ اور خیر سگالی وقومی یکجہتی کی مجلس میں ہوئی باتوں کو بیان کہہ کر اپنی دیرینہ تلبیسات کا سہارا لے کر پھر چہ می گوئیاں شروع کردیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت دے اور ہمیں حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھے۔

ہمارا کام اور ذمہ داری ہے کہ ملک کے آئین کو تسلیم کریں۔ اور اسی طرح حکومتوں اور عدالتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ حق وانصاف کے تقاضوں کو پورا کریں اور ناانصافی وحق تلفی سے کوسوں دور رہیں۔ یہی ملک وملت کے مفاد میں ہے۔ کیونکہ کفر ومعصیت کے سبب حکومت باقی تو رہ سکتی ہے لیکن ظلم وناانصافی اگر ہوگی تو حکومت باقی نہیں رہتی۔ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ ہم مسلم امت کو اسلاف کی طرح ملک وملت کے تئیں اپنے حصے کی ذمہ داری ہمیشہ نبھاتے رہنا چاہئے۔ اسی میں ملک وملت کی بھلائی ہے۔ رہ گیا ملک ووطن کا مسئلہ تو ہم دوٹوک کہنا چاہتے ہیں کہ ہم اپنے ملک وملت کو تعمیر وترقی میں آگے دیکھنا چاہتے ہیں اور انسانیت کی حمایت وصیانت ہم اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ اس کے لیے کوشاں ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔ یہ ہمارا گلستاں ہے اور ہم اس کی بلبلیں ہیں۔ بلکہ

ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ اجودھیا قضیہ کا فیصلہ آنے سے پہلے ہم سبھوں نے تمام شہریوں کو امن وشانتی کے ساتھ رہنے اور عدالت کے فیصلے کا احترام کرنے کی اپیل کی تھی۔ جس کا خاطر خواہ اثر پورے ملک میں دیکھنے کو ملا۔ تمام دیش واسیوں خصوصاً مسلمانوں نے مکمل طور پر امن وشانتی اور بھائی چارہ وخیر سگالی کا مظاہرہ کیا۔ نہ کسی طرح کا فساد ہونے دیا اور نہ ہی وہ کسی طرح کے فساد کا حصہ بنے اور توقع ہے کہ وہ آئندہ بھی ان شاءاللہ اس امن وشانتی اور اخوت وبھائی چارہ کے ماحول کو برقرار رکھیں گے۔ البتہ اس فیصلے کے بعد سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ میں جو چہ میگوئیاں اور طرح طرح کے جو کچھ الزامات اور تلبیسات کی جارہی ہیں اس سے ہوشیار اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے اور عام لوگوں کو لایعنی بحثوں میں پڑ کر وقت اور انرجی ضائع کرنے سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ اور جو ذمہ داران مقدمے کے فریق رہے ہیں وہ اس سلسلے میں کیا سوچتے ہیں اور کیا فیصلہ لیتے ہیں یہ ان پر منحصر ہے۔ ہم کو اس پر بے جا تبصرے سے باز رہنا چاہیے۔ ساری دنیا خصوصا وطن عزیز میں امن وشانتی کا ماحول بنائے رکھنے پر دلی مبارکباد۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسوۂ نبوی ﷺ کا پیرو اور منہج سلف کا راہی بنائے۔ آمین ☆☆

اسلامی معاشرہ میں مسجد کی اہمیت

خورشید عالم مدنی، پٹنہ

مسجد دین اسلام کا ایک عظیم دینی شعار اور درخشاں علامت ہے، یہ ہماری غیرت اسلامی اور حمیت دینی کی پہچان ہے، اگر یہ زندہ وآباد ہے تو سمجھو ہماری ایمانی غیرت زندہ وتابندہ ہے، ورنہ نہیں۔ مسجد سے قلبی لگاؤ اور پابندی کے ساتھ اس کی حاضری ایمان کی نشانی ہے، یہی وجہ ہے کہ جہاں بھی اسلام کی روشنی پھیلی وہاں اسلام کے فرزندوں نے تعمیر مساجد کا اہتمام کیا، اور دنیا کے طول وعرض میں آباد ہر گاؤں اور ہر شہر میں مساجد کے شاندار و بلند مینار اپنی عظمت ورفعت کی گواہی دیتے نظر آ رہے ہیں۔ یہ حقائق مسلم معاشرہ کے قیام واستحکام میں مسجد کی اہمیت وضرورت کی واضح ترجمانی کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ایک سچی حقیقت ہے کہ جب تک ہماری مسجدیں آباد رہیں، پررونق وپر بہار رہیں اور مسلم معاشرہ میں ان کی ضرورت وافادیت کو محسوس کیا جاتا رہا، اسلام بھی سربلند رہا اور مسلمان بھی عزت ووقار کے ساتھ رہے اور جب مساجد کی مرکزی حیثیت مجروح ہونے لگی، یہ اپنے شرعی مقاصد اور روح سے خالی ہونے لگیں اور اپنا مطلوبہ کردار ادا کرنے میں پیچھے رہ گئیں تو مسلمانوں کی شان وشوکت کی دیواریں بھی ہلنے لگیں اور اسلام اپنی اجنبیت وغربت اور بے بسی پر ماتم کناں ہو گیا۔ اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ مساجد کے بغیر کسی مسلم معاشرہ کی تشکیل وتعمیر کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ یہ اسلامی سوسائٹی کا مرکزی مقام اور اسلامی معاشرہ کے قیام کے سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔ اور اسلامی نظام حیات سے اس کا گہرا اور اٹوٹ رشتہ ہے۔

مسجد کی عظمت وشرف کے لئے یہی کافی ہے کہ اسے اللہ کا گھر کہا جاتا ہے، یہ اللہ کی نگاہ میں روئے زمین کا سب سے پسندیدہ مقام ہے ارشاد نبوی ہے۔ احب البلاد الی اللہ مساجدھا وابغض البلاد الی اللہ اسواقھا (مسلم کتاب المساجد) اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ جگہ مساجد ہیں اور سب سے ناپسندیدہ جگہ مارکیٹ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مساجد میں اللہ کا ذکر، اللہ کی خشیت، نماز، زہد وعبادت کے چرچے ہوتے ہیں اور بازاروں میں فسق وفجور، جھوٹ، جھوٹی قسمیں، لین دین میں ہیرا پھیری اور فریب کاریاں ہوتی ہیں۔

مسجد صرف جائے عبادت ہی نہیں بلکہ یہ تربیت گاہ بھی ہے، یہ بیت المال بھی ہے اور دارالقضاۃ بھی، یہ لیکچر ہال بھی ہے اور مرکز تعلیم ودعوت بھی، یہاں بہت سارے دینی، علمی، اجتماعی اور فلاحی امور انجام دیئے جاتے ہیں گویا یہ کثیر المقاصد جگہ ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ہمارے نبی ﷺ نے ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کی، جہاں سے دنیا کے بادشاہوں کو خطوط لکھے اور انہیں اسلام کے دامن امن وسلامتی کو تھامنے کی دعوت دی۔ مختلف مناطق وممالک میں دعاۃ اسلامی کو ارسال کیا اور مختلف جہات سے آنے والے وفود کا استقبال کیا۔

یہ امت مسلمہ کی روح، اس کی شناخت وپہچان اور اس کی عظمت کا نشان ہے، یہاں سے اللہ کی عظمت وکبریائی کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ اس کے بغیر امت کی زندگی میں کوئی رعنائی ونکھار نہیں، جمال ووقار نہیں، مستی وبہار نہیں۔

مسجد کا اٹوٹ رشتہ انسانیت سے ہے، بابا آدم علیہ السلام جنت سے اپنے نزول کے ساتھ ہی مسجد کا تصور لے کر آئے اور اس روئے زمین پر سب سے پہلے اللہ کے گھر کی تعمیر ہوئی، امتداد زمانہ کے بعد اس کی دوبارہ تعمیر ابراہیم علیہ السلام اور ان کے لخت جگر اسماعیل نے کی، ہزاروں سال گذر گئے اور اس دوران نہ جانے کتنے انقلابات آئے، کتنی تبدیلیاں آئیں لیکن یہ سیاہ چوکور گھر اپنی جگہ قائم ودائم ہے۔ بابل مٹا، مصر مٹا، چین مٹا، سب مٹ گئے جہاں سے لیکن اللہ کا یہ گھر نہ مٹ سکا اسے مٹانے کے لئے جو بدبخت آگے بڑھا وہ خود مٹ گیا پڑھیں ''اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ...'' ہجرت کے بعد جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم قباء پہنچے تو وہاں سب سے پہلے مسجد کی بنیاد تقوی پر رکھی جو مسجد قبا سے معروف ہے جس کی زیارت کے لئے ہمارے نبی ہر ہفتہ تشریف لے جاتے تھے۔ الحمدللہ آج بھی یہ مسجد پورے آن وبان کے ساتھ قائم ہے اور قیامت تک اللہ کے بندے اسے اپنے سجدوں سے آباد رکھیں گے۔ (ان شاءاللہ)

وہاں سے جب مدینہ پہنچے تو اپنے گھر کی تعمیر سے پہلے مسجد نبوی بنائی اور اس کی تعمیر میں اپنے اصحاب کے ساتھ عملی طور پر حصہ لیا۔ مسجد بن رہی تھی اور نبی مسجد کے معماروں کے لئے دعا فرما رہے تھے ''اللھم ان الاجر اجر الاخرۃ فارحم الانصار والمھاجرۃ'' (بخاری) یہ اسلام اپنی مساجد، اپنے احکامات اور نمازیوں کی باعث بلند وبالا رہے گا، کوئی اسلام سے جنگ کرے گا تو اسلام مزید مضبوط ہوگا اسے جتنا بھی دباؤ گے اتنا ہی یہ ابھرے گا، یہ ہر جگہ پھیلے گا یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے یہ دین جہاں تک دن اور رات ہے وہاں تک پہنچے گا، اللہ تعالی کسی پکے گھر (شہری آبادی) یا کچے گھر (دیہی آبادی) کو اسلام میں داخل کئے بغیر نہیں چھوڑے گا'' فرمان باری تعالی ہے: يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ (الصف:۸) وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھا دیں اللہ اپنے اس نور کو مکمل کرے گا پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

جولوگ مساجد کے تعلق سے رکاوٹیں اور دشواریاں، پریشانیاں کھڑی کرتے ہیں، اسے برباد و بے آباد کرنے کی سازشیں کرتے ہیں ایسے لوگ بڑے ظالم ہیں، ان کے لئے دنیا و آخرت میں ذلت ورسوائی ہے اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کئے جانے سے روکے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے، ایسے لوگوں کو ڈراتے ہوئے ہی اس میں داخل ہونا چاہیے، ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑے عذاب ہیں۔ (البقرہ:۱۱۴)

مسلمانوں پر اس وقت پے در پے حملے ہو رہے ہیں، ایسے موقع پر اللہ کی طرف، نمازوں، مسجدوں اور قرآن کریم کی طرف لوٹنے اور اپنی زندگی کو اللہ کے رنگ میں رنگنے کی شدید ضرورت ہے، ”صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً“ (سورۃ البقرہ:۱۳۸) اللہ کے رنگ سے زیادہ حسین رنگ کون سا ہوسکتا ہے۔ ہمیں سب سے پہلے مسجد کی اہمیت اور اس کی ضرورت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اسے مادی ومعنوی طور پر آباد کریں۔ کیا ایسا نہیں کہ آج ہماری مسجدیں سنسان ہیں، مزار و درگاہ آباد ہیں؟ مسجدوں میں بوسیدہ چٹائیاں پڑی ہیں اور قبروں پر قیمتی چادریں چڑھی ہیں؟ نوجوانوں اور خواتین اسلام کا رشتہ مسجد سے کٹ چکا ہے۔ مسجد اپنا عظیم، دینی، روحانی، اخلاقی و معاشرتی کردار ادا کرنے سے قاصر ہے۔ جب کہ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد صرف ایک عبادت گاہ نہیں تھی بلکہ یہ ایسا مضبوط قلعہ تھی جس کے برجوں سے رشد وہدایت کی شعائیں پھوٹتی تھیں، عدل وانصاف کی سکون بخش ہوائیں چلتی تھیں اور امن وسلامتی کا پیغام بلند ہوتا تھا، انسانیت نے روئے زمین پر تہذیب وتمدن کا پہلا سبق مسجد ہی سے سیکھا تھا، یہ مسجد صرف مسلم معاشرہ کا مرکز نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لئے مشعل راہ تھی۔

مساجد کے عظیم کردار کے سبب رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کی تعمیر کا حکم دیا اور اس کے بڑے فضائل بیان کئے ہیں امرنا رسول اللہ ببناء المساجد فی الدور وان تنظف وتطیب ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم محلوں میں مسجدیں تعمیر کریں، اسے پاک وصاف اور معطر رکھیں (احمد، ابوداؤد) مساجد کی تعمیر وترقی میں حصہ لینے اور انہیں آباد کرنے پر کتنا بڑا اجر وثواب ہے ارشاد نبوی ہے ”اگر کسی نے مسجد کی تعمیر کی یا اس کی تعمیر وترقی میں حصہ لیا تو اس کو مرنے کے بعد بھی اس کا اجر وثواب ملتا رہے گا“ (دیکھیں ابن ماجہ:۱۹۸)

مسجدوں کی آبادی ایمان کی دلیل ہے اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (توبہ:۱۸) اللہ کے گھر کو وہ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

مسجدوں میں آنے والے اللہ کے مہمان ہیں من غدا الی المسجد أوراح، اعد الله نزله فی الجنة نزلا کلما غدا اوراح (بخاری، مسلم) جو شخص صبح یا شام مسجد میں جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی کا کھانا تیار کرے گا جو جنت میں صبح وشام پیش کیا جائے گا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نور کامل کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامة ایسے لوگوں کو جو تاریکی میں مسجد کی طرف جاتے ہیں، نور کامل کی بشارت دے دو، جو قیامت کے دن ان کو حاصل ہوگا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

وقت کا تقاضا اور پکار ہے کہ ہم اپنی مسجدوں کے دروازے تمام مسلمانوں مرد وعورت کے لئے کھلا رکھیں اسے سیاسی فقہی، گروہی عصبیت سے پاک رکھیں، اور اسے آباد کرنے کی فکر کریں۔

ہمارے گھروں میں فتنہ وفساد کے بڑے آلات داخل ہوگئے ہیں۔ بچوں کے بگڑنے کا بڑا خطرہ لاحق ہے، بچیوں کے ارتداد غیر مسلم نوجوانوں سے شادی کی خبریں پیہم آرہی ہیں، جسے سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور حساس دل کانپ اٹھتا ہے۔ آپ بچیوں کو گھر کے فاسد ماحول سے نکالیں اور تھوڑی دیر ان کو مسجد کے روحانی وایمانی فضا میں رہنے کا موقع دیں ان بچیوں کی تربیت کا اہتمام کریں انہیں اسلام کی عظمت، شرک کی مذمت، شادی بیاہ کے اسلامی قوانین سے آگاہ کریں۔ حلقہ نسائیہ، بزم خواتین کے نام سے اصلاحی پروگرام مرتب کئے جائیں جو مسجدوں میں یا بڑے ہال میں منعقد ہوں ورنہ دشمن اپنے منصوبہ بند پروگرام میں کامیاب ہوں گے اور ہم ماتم ومرثیہ پڑھتے رہ جائیں گے، ہماری بزرگی وعزت پیوند خاک ہوجائے گی۔

اسلامی تاریخ کے بہترین دور میں اسلامی سوسائٹی کا ہر فرد مسجد کے چشمہ ہدایت سے فیض یاب ہوتا تھا، عورتیں مسجد میں حاضر ہوتی تھیں، امام مسلم رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عمر اور ان کے صاحبزادہ بلال کا ایک مکالمہ نقل کیا ہے ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو جب اجازت مانگیں تو ان کو مساجد میں جانے کے اجر وثواب سے نہ روکو، بلال نے کہا: ہم ضرور روکیں گے، تو ابن عمر نے غضب آلود، لہجے میں کہا: اقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وتقول انت لنمنعهن کہ میں حدیث رسول سنا رہا ہوں اور تم کہہ رہے ہو کہ میں ضرور روکوں گا۔ (مسلم۱/۱۸۳)

ہمارا یہ دینی فریضہ ہے کہ ہم اپنے مساجد کی اصلاح کریں، اس کو صحیح مقام عطا کریں اور اسے دینی واخلاقی تعلیمی وسماجی سرگرمیوں کا مرکز بنائیں۔ اللہ سبھی توفیق دے آمین

☆☆☆

مظلوم کی بددعا سے بچو

عبدالمنان مظہرالدین شکراوی، اہل حدیث منزل، دہلی

دنیا کے سارے ہی مذاہب میں عدل وانصاف کی تعلیم وترغیب دی گئی اور اس شاہراہ پر گامزن لوگوں کی ستائش کی گئی ہے۔ اس کے برعکس ظلم وناانصافی کی برائی ومذمت نیز اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ پھر مذہب اسلام جو سب سے زیادہ مستند دین ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے منتخب فرمایا ہے اس کے اندر اسے کیونکر نظر انداز کیا جاسکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ظلم کو نہ صرف اپنی ذات پر حرام قرار دیا ہے بلکہ بندہ اس کا ارتکاب کرتا ہے تو یہ بھی اسے منظور نہیں۔ قرآن کریم میں جابجا اس کی مذمت کی گئی ہے اور اس کے خطرناک انجام سے باخبر کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ (آل عمران:۱۰۸) ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ لوگوں پر ظلم کرنے کا نہیں۔'' دوسرے مقام پر فرمایا: وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (فصلت:۴۶) ترجمہ: ''اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔'' ایک اور مقام پر فرمایا: وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (الکھف:۴۹) ترجمہ: ''اور تیرا رب کسی پر ظلم وستم نہ کرے گا۔''

ظلم کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ ''وضع الشیء فی غیر محله'' یعنی کسی چیز کو اس کی اصل جگہ نہ رکھ کر دوسری جگہ رکھ دیا جائے۔ حق کسی کا ہے اس میں خرد برد کردیا گیا یا مستحق کو دینے کی بجائے کسی اور کو دے دیا یا خود اس پر غاصبانہ قبضہ کرلیا۔ یہ سب ظلم کے زمرے میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کا خالق اور اس کا پالنہار ہے، چنانچہ وہی عبادت کا حقدار ہے۔ لیکن عبادت اس کی نہ کرکے کسی اور ذات کی کی جائے، یہ سب سے بڑا ظلم ہوگا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان:۱۳) ترجمہ: ''اے میرے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظلم ایسا ناپسندیدہ عمل ہے کہ اس کا عبرتناک انجام یقینی طور پر اس کے مرتکب کو بھگتنا پڑتا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: دعوة المظلوم يرفعه الله فوق الغمام وتفتح لها ابواب السماء يقول الرب عزوجل: وعزتي وجلالي لانصرنك ولو بعد حين (ترمذی) ترجمہ: مظلوم کی بددعا کو اللہ تعالیٰ بادل کے اوپر اٹھاتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ رب عزوجل فرماتا ہے: میری عزت وجلال کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا گرچہ کچھ وقت کے بعد۔''

ظلم کی کئی قسمیں ہیں: اللہ کے ساتھ ظلم کا رویہ، اپنے نفس پر ظلم اور لوگوں پر ظلم۔ اللہ کے ساتھ ظلم یہ ہے کہ بندہ اللہ کے ساتھ شرک کرے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تجھ پر تعجب ہے۔ تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ تجھے پیدا میں نے کیا اور تو عبادت کسی اور کی کرتا ہے۔ رزق میں نے دیا لیکن شکرگذاری کسی اور کی کرتا ہے۔ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور نعمتوں سے نوازتا ہوں حالانکہ مجھے تیری ضرورت نہیں لیکن تو مجھ سے دشمنی نبھاتا ہے اور میری نافرمانی کرتا ہے جبکہ تو میرا محتاج ہے۔ میرا خیر تجھ پر نازل ہوتا رہتا ہے لیکن تیرا شر بڑھتا ہی جاتا ہے۔ (الزھد لاحمد)

لوگوں کے درمیان ظلم کا معاملہ تو معروف ہی ہے اس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے چنانچہ فرمایا: اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات يوم القيامة (بخاری) ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہے۔'' ایک اور موقع پر فرمایا: من اقتطع شبرا من الارض ظلما طوقه الله اياه يوم القيامة من سبع ارضين (مسلم) جس شخص نے ناحق ایک بالشت زمین بھی کسی کی لے لی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنے حصے کی سات زمینوں کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دے گا۔'' اس دن بندہ ندامت وشرمندگی کے مارے پانی پانی ہوجائے گا لیکن اس دن ندامت کچھ کام نہ آئے گی اور ظالم لوگ یہ کہتے ہوئے چیخیں مار رہے ہوں گے: يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (الکھف:۴۹) ترجمہ: ''ہائے ہماری خرابی یہ کیسی کتاب ہے جس نے کوئی چھوٹا بڑا بغیر گھیرے باقی ہی نہیں چھوڑا، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم وستم نہ کرے گا۔''

اسی ظلم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی بستیوں کو عذاب میں مبتلا کرکے ہلاک کردیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ (ھود:۱۰۲) ترجمہ: ''تیرے پروردگار کی پکڑ کا یہی طریقہ ہے جب کہ وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے بیشک اس کی پکڑ دکھ دینے والی اور نہایت سخت ہے۔''

بعض تابعین کا قول ہے: جب تم کسی ایسی زمین سے گذرو جو ویران ہوگئی ہو، اس

کے مکین منتشر ہوگئے ہوں، انسیت رخصت ہوگئی ہو، رونق ختم ہوگئی ہو، دولت برباد ہوگئی ہو، صحت وتندرستی جاتی رہی ہو تو جان لو کہ یہ سب ظلم کے نتیجے میں ہوا ہے۔

ظلم کی ایک خاصیت یہ ہے کہ جو بھی اس کا ارتکاب کرتا ہے اسے حتمی طور پر اس کی سزا آخرت میں تو ملے گی ہی، دنیا میں بھی عبرتناک انجام بھگتنا پڑے گا کیونکہ مظلوم کی بد دعا اللہ کے دربار میں مقبول ہوتی ہے چاہے مظلوم نافرمان یا کافر ہی کیوں نہ ہو، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''**لاترد دعوۃ المظلوم ولو کان فاجرا ففجورہ علی نفسہ**'' (مظلوم کی دعا رد نہیں ہوتی، چاہے وہ فاسق وفاجر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کا گناہ اس کے اپنے نفس پر ہے۔)'' ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: ''**اتقوا دعوۃ المظلوم وان کان کافرا فانہ لیس بینھاوبین اللہ حجاب**'' (مظلوم کی بد دعا سے بچو گرچہ مظلوم کافر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کی بد دعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔) (مسند احمد)

ظالم اپنے ظلم کی بدولت کیفر کردار کو پہنچ کر رہتا ہے اس کی بے شمار مثالیں تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں نیز روزمرہ زندگی میں بھی اس کے شواہد ملتے ہیں۔

اروی بنت اویس نام کی ایک عورت آئی اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ جو کہ ان دس صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی گئی ان پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے میری کچھ زمین پر ناجائز قبضہ کیا ہے اور مروان بن الحکم کے پاس مقدمہ دائر کردیا جس پر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا جو میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اس کے بعد بھی تمہاری زمین غصب کروں گا؟ مروان نے دریافت کیا کہ انہوں نے کیا سنا ہے؟ فرمایا میں نے سنا ہے کہ: جس شخص نے ناحق ایک بالشت زمین بھی کسی کی لے لی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنے حصے کی سات زمینوں کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالدے گا'' اس کے جواب میں مروان نے ان سے کہا: اس کے بعد میں آپ سے کوئی بھی دلیل طلب نہیں کروں گا'' اس کے بعد حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے بد دعا کی: اے اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے تو اسے اندھا کردے اور اسے اسی کی زمین میں ہلاک کردے۔ راوی کا بیان ہے کہ مرنے سے پہلے وہ عورت اندھی ہوگئی پھر اسی زمین میں ایک گڑھا تھا جس میں گر کر وہ ہلاک ہوگئی۔ (بخاری) ایک اور روایت میں راوی کا بیان ہے کہ میں نے اسے اندھی ہونے کی حالت میں دیکھا وہ دیواریں ڈھونڈ کر چلتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے سعید بن زید کی بد دعا لگ گئی ہے۔ وہ اسی حالت میں گھر کے آنگن میں چل رہی تھی کہ گھر کے کنویں میں گر گئی جو اس کی قبر ثابت ہوا۔ (مسلم)

خلیفہ ہارون رشید کے دور اقتدار میں مشہور برمک خاندان کو جو عروج حاصل ہوا اور ایوان حکومت میں اس کی جو پذیرائی ہوئی وہ تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ یہ خاندان بغداد میں خلیفہ ہارون رشید کی خلافت میں وزارت کے اعلیٰ منصب پر فائز تھا اور حکومت کے سیاہ وسفید کا مالک تھا۔ اس خاندان کی ترقی اور عیش وآسائش کا یہ عالم تھا کہ ان کے محلات اندر اور باہر سونے اور چاندی کے پانی سے رنگے ہوئے تھے اور سورج کی روشنی کے ساتھ چمکتے دمکتے تھے۔ انہوں نے مال وزر کو بے تحاشا برباد کیا اور جم کر خوں ریزی کی۔ رعایا پر ظلم کے پہاڑ توڑے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی پکڑ آئی تو آنے والی نسلوں کے لئے سامان عبرت بن گئے۔ صحیح حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا: **ان اللہ لیملی للظالم حتی اذا اخذہ لم یفلتہ** (بیشک اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو اسے اس کی پکڑ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ''اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ'' (ھود:۱۰۲) اللہ تعالیٰ نے جب بستی (والوں) کو پکڑا تو ایسے ہی پکڑا کیونکہ وہ ظلم کرنے والے تھے۔ اس کی پکڑ بڑی دردناک اور سخت ہے۔ (بخاری ومسلم)

اللہ تعالیٰ نے اس خاندان پر ہارون رشید جو ان کا سب سے زیادہ محبوب، قریبی اور سچا دوست تھا اسی کو مسلط کردیا۔ ایک ہی رات میں ان پر اللہ کی ایسی پکڑ آئی کہ ان کے ہر فرد کو ہزار ہزار کوڑے لگوائے، ہاتھ پیر کاٹ ڈالے اور بری طرح موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ ان کے مال ودولت پر قبضہ کرلیا، محلات مسمار کرادئے، عورتوں کو قید میں ڈال دیا۔ ان میں سے ایک بزرگ کو کسی عالم نے دیکھا جسے سزا دی جارہی تھی اور وہ رو رہا تھا تو پوچھا کہ یہ کیا مصیبت تم پر آن پڑی ہے؟ کہا: **دعوۃ مظلوم سرت فی اللیل نمناعنہ واللہ لیس عنھابنائم**۔ یہ کسی مظلوم کی بد دعا ہے جو رات میں چل کر آئی، ہم تو سو گئے لیکن اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں تھا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یحییٰ بن خالد برمکی اور اس کا بیٹا فضل رقہ کی جیل میں قید تھے تو بیٹے نے باپ سے کہا: اے ابا جان کیا تھا کیا ہوگیا! کہا بیٹے یہ کسی مظلوم کی بد دعا کا اثر ہے جس سے ہم تو غافل رہے لیکن اللہ تعالیٰ غافل نہیں تھا جس کی پاداش میں یہ سب کچھ جھیلنا پڑ رہا ہے۔

ظلم کے گناہ کی سنگینی کا اس بات سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب عامل بنا کر بھیجا تو بہت ساری وصیتیں کیں جن میں آخری وصیت یہ تھی: **واتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینھاوبین اللہ حجاب** ''اور مظلوم کی بد دعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے'' (بخاری)

امام اہل السنۃ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو جیل بھجوانے، کوڑوں سے پٹوانے اور ظلم وزیادتی کے جرم کا ارتکاب جس شخص نے کیا تھا اس کا نام احمد بن ابی داؤد تھا۔ وہ خلیفہ معتصم کا قریبی وزیر تھا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بارگاہ

(بقیہ صفحہ ۳۰ پر)

تربیت اولاد: کتاب وسنت کی روشنی میں

ابوعدنان سعید الرحمٰن بن نور العین سنابلی
المرکز الاسلامی الثقافی الھندی للترجمة والتالیف، نئی دہلی

صاحب اولاد ہونا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل وکرم اور رحمت ونعمت ہے۔اس نعمت کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"وَ اَمۡدَدۡنٰکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّ بَنِیۡنَ وَ جَعَلۡنٰکُمۡ اَکۡثَرَ نَفِیۡرًا" کیونکہ اولاد انسان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے سرور ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے:"وَالَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡیُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا" سورة الفرقان/ 74)یعنی اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔

ابراہیم علیہ السلام جیسا اولوالعزم پیغمبر اور جلیل القدر رسول نے بھی اللہ تعالیٰ کی اس نعمت یعنی صالح اولاد کے لئے دعا کی تھی جسے نقل کرتے ہوئے رب تعالیٰ نے فرمایا ہے:"رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ"۔کسی بے اولاد سے پوچھئے کہ اولاد کی اہمیت کیا ہے۔یقیناً اولاد انسان کی زندگی میں فرحت و سرور کا سامان ہے اور بوڑھاپے کا سہارا بھی ہے۔

ایک انسان جب باپ بن جاتا ہے تو نومولود کے تئیں اس کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اور اس کی صحیح تربیت اور اسلامی اسس ونہج پر اس کی پرورش وپرداخت کی ذمہ داری صاحب اولاد پر ناگزیر ہو جاتی ہے۔ایک باپ اپنے بچوں کے تعلق سے ذمہ دار اور مسئول ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَاَهۡلِیۡکُمۡ نَارًا" فرما کر ایک انسان کو اپنے اہل وعیال کی مسئولیت اور ذمہ داری کا احساس دلا دیا ہے۔اسی طرح سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان"ألا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته، فالأمیر الذی علی الناس راع، وھو مسئول عن رعیته،والرجل راع علی أھل بیته وھو مسئول عنھم والمرأة راعیة علی بیت بعلھاوولده،وھی مسئولة عنھم، والعبد راع علی مال سیده وھو مسئول عنه فکلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته"(صحیح بخاری/ 893اور صحیح مسلم/ 1829)فرما کر والدین کو تاکید کر دیا ہے کہ اگر وہ اولاد کی تربیت میں کوتاہی کرتے ہیں تو اس کے پورے ذمہ دار والدین ہوں گے اور ان سے اس کوتاہی کے بارے میں پرسش ہوگی۔

تربیت کے تعلق سے ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ بچوں کی اسلامی تربیت اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ ہم سب سے پہلے بچوں کے عقائد پھر اعمال واخلاق پر توجہ دیں۔اس لئے کہ تربیت اور عقیدہ کا بہت اہم ربط ہے۔چنانچہ ضروری ہے کہ بچوں کو سب سے پہلے عقیدہ توحید کی تعلیم دی جائے، ان کے اندر ایمان کی محبت رچائی بسائی جائے، سیرت رسول، صحابہ کرام کی فداکاری کے قصے اور محدثین کے علمی وعملی کارناموں سے واقف کرایا جائے۔درج ذیل مضمون میں تربیت اولاد کے تعلق سے والدین کی ذمہ داریوں کو مختصر انداز میں قلمبند کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، امید ہے کہ والدین کے لئے یہ سطور مشعل راہ ثابت ہوں اور بچوں کے تعلق سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں۔

نیک بیوی کا انتخاب: تربیت اولاد کی اساس اور بنیاد کہہ سکتے ہیں کہ آپ شادی کے بندھن میں بندھنا چاہتے ہیں تو اپنے لئے نیک سیرت اور دیندار بیوی کا انتخاب کریں، اس لئے کہ دو انسانی زندگیوں کا یہ سنگم تربیت اولاد کا پہلا زینہ ہے۔نیک بیوی جہاں آپ کے گھر کو امن کا گہوارہ بنا کر رکھے گی وہیں وہ آپ کے بچوں کی صحیح پرورش وپرداخت اور اسلامی اسس پر مناسب تربیت بھی کرے گی۔یہی وجہ ہے کہ احادیث کے ذخیرے میں نیک بیوی سے شادی کرنے پر پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھارا ہے۔ارشاد نبوی ہے:"تنکح المرأة لأربع: لمالھا و جمالھا ولحسبھا و لدینھا فاظفر بذات الدین،تربت یمینک" یعنی عورتوں سے چار چیزوں کی بنیاد پر عموما شادیاں کی جاتی ہیں: ان کے مال، خوبصورتی، خاندان اور دینداری کی وجہ سے۔دین والی کا انتخاب کرو، تمہارا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو۔(صحیح بخاری/ 5090، صحیح مسلم/ 1466)

ایک دوسری حدیث میں نیک بیوی کے انتخاب پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں ترغیب دلائی ہے :"اذا أتاکم من ترضون دینه و خلقه فانکحوه الا تفعلوه تکن فتنة و فساد کبیر"قالوا:یارسول الله ! وان کان فیه.قال:"اذا جاء کم من ترضون دینه و خلقه فانکحوه ثلاث مرات" (سنن ترمذی/، سنن بیہقی ۷/۸۲، الکنی للدولابی ۱/۲۵، شیخ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے. ارواء الغلیل ۶/۲۶۶)یعنی جب تمہارے پاس کوئی ایسا انسان نکاح کا پیغام بھیجے جس کی دینداری اور اخلاق مندی سے تمہیں اطمینان ہو تو اس سے نکاح کرادو۔اگر تم ایسا نہیں کروگے تو دنیا میں فتنہ اور لامتناہی فساد رونما ہوگا۔لوگوں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! اگر چہ اس میں کچھ کمی ہو؟ آپ نے

فرمایا: جب تمہارے پاس کوئی ایسا انسان نکاح کا پیغام بھیجے جس کی دینداری اور اخلاق مندی سے تمہیں اطمینان ہوتو اس سے نکاح کرادو"۔

ان حدیثوں سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ بچوں کی صحیح تربیت کے لئے بیوی کا نیک ہونا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے نیک بیوی کے انتخاب پر اس قدر زور دیا ہے۔

اولاد میں تذکیر و تانیث سے متاثر ہونا: اولاد لڑکا ہو یا لڑکی اسلام نے ہر ایک کی تربیت کے لئے اصول مقرر کئے ہیں۔ ہمیں ان اسلامی اصولوں کے تحت اپنی اولاد کی پرورش کرنی چاہئے۔ ہمارے معاشرے میں بہت سی جاہلانہ اور مشرکانہ رسومات پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عموماً بچے کی پیدائش پر مسرت اور بچی کی آمد پر غم وغصہ کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ قرآن کریم میں اس سوچ کی بیخ کنی کی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: "وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ" يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ" (سورة النحل/۵۸-۵۹) یعنی ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے۔ اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے، سوچتا ہے کہ کیا اس کو ذلت کے ساتھ لئے ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبا دے، آہ! کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں؟

گویا کہ ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ ہر صورت میں چاہے اس کے یہاں لڑکے کی پیدائش ہو یا لڑکی کی آمد ہو، خوشی کا اظہار کرے اور رب تعالیٰ کی قضاء اور فیصلے پر راضی ہو اور دل میں کسی بھی طرح سے ملول کو جگہ نہ بنانے دے۔

لڑکے کی نسبت لڑکی کی تربیت میں زیادہ اجر ہے: بہت ہی نصیب اور قسمت کے دھنی ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ لڑکیوں سے نوازتا ہے اور وہ اپنی بچیوں کی اسلامی دستور کے مطابق تربیت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری سنائی ہے بلکہ ایسے لوگوں کو قیامت کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ بننے کا شرف حاصل ہوگا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من عال جاريتين حتى تبلغا جاء يوم القيامة أنا وهو كهاتين" وضم أصابعه یعنی جو انسان دو لڑکیوں کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ جوان ہوگئیں۔ قیامت کے دن اس طرح میرا ہمسایہ ہوگا جیسے یہ انگلیاں ہیں۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا لیا۔

لڑکیوں کی تربیت پر زیادہ اجر وثواب اس وجہ سے حاصل ہوتا ہے کہ بچی کی گود مستقبل میں ایک درس گاہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر اس کی تربیت دینی طریقہ پر ہوئی تو اولاد کی تربیت بھی وہ اسی کے مطابق کرے گی۔ اگر اس کی تربیت میں کمی رہ گئی تو پھر اس سے خیر کی امید فضول ہوگی۔ بقول شاعر:

الأم مدرسة ان أعددتها

أعددت شعبا طيب الأعراق

یعنی ماں کی گود ایک درس گاہ ہے اگر تو نے اس درسگاہ کو سنوار دیا تو گویا ایک بااصول اور پاکیزہ نسب والی قوم وجود میں آگئی۔

پیدائش کے بعد بچے کے دائیں کان میں اذان دینا: بچہ کے کان میں اذان دینا مسنون عمل ہے۔ ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے موقع پر ان کے کان میں اذان دیتے ہوئے دیکھا۔

بچے کے کان میں اذان دینے کی حکمت یہ ہے کہ بچے کے کان میں جو آواز پہنچے وہ رب تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی اور شہادت پر مشتمل ہو۔ گویا وہ اس کے لئے دنیا میں پہلا سانس لیتے وقت اسلام کی تلقین ہے جیسے آخری سانس کے وقت اسے کلمہ توحید کی تلقین ہوتی ہے۔ (تحفة المودود بأحكام المولود لابن قيم الجوزية)

کسی نیک انسان سے تحنیک (چھوہارا یا کھجور چبوا کر بچے کے منہ میں ڈالنا): زمانہ رسالت کا معمول تھا کہ جب بچے پیدا ہوتے تو مائیں اپنے بچوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتی تھیں۔ اللہ کے پیارے رسول جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان بچوں کو اپنے گود میں لیتے تحنیک یعنی چھوہارا یا کھجور چبا کر بچے کے تالو کے اندرون حصہ میں رگڑ دیا کرتے تھے اور اس بچہ کے لئے خیر وبرکت کے لئے دعا کرتے تھے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ میں اسے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، چھوہارا چبا کر اس کے منہ میں ڈالا اور اس بچہ کے لئے خیر وبرکت کی دعا کی۔ (صحیح بخاری/5150)

اسی طرح سے ذات النطاقین اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے یہاں بچہ کی ولادت ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کے منہ میں کھجور چبا کر منہ میں ڈالا۔ اس طرح بچہ کے منہ میں سب سے پہلی چیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن داخل ہوا۔ (صحیح بخاری/5469)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس تحنیک کا تربیت سے کیا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں علمائے کرام نے کہا ہے کہ اس تحنیک (گھٹی) کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس بزرگ وصالح شخص کی خصلت اس کے اندر آجائے اور جب آغاز اچھا ہوگا تو پوری عمر اچھا ہونے کی امید ہے۔

ساتویں دن بچے کی طرف سے عقیقہ کرنا: نومود کی طرف سے عقیقہ کی مشروعیت پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے اور اس عقیقہ کا بچے کی صحیح تربیت، اس

کے احساس کی بلندی، آخرت میں درجات کا ارتقاء اوراس کی فکر کو جلا بخشنے میں عقیقہ کا خاص دخل ہے۔اس لئے کہ عقیقہ ہی اسے غلامی سے نجات دلاتا ہے۔پھر عقیقہ اللہ کا نام لے کر کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ابتداء ہی سے بچے کی زندگی کی بنیاد توحید پر پڑ جاتی ہے اوراس سے یہ شعور بھی ملتا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے احیاء سے زندگی میں اس کی آنکھیں کھل رہی ہیں۔سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا:”كل غلام رهينة بعقيقته تذبح عنه يوم سابعه و يسمى فيه و يحلق رأسه“ یعنی ہر بچہ عقیقہ کے عوض گروی (رہن) ہوتا ہے۔ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے گا، اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے گا، اس کا نام رکھا جائے گا اوراس کے سر کے بال منڈائے جائیں گے۔(سنن ترمذی/1544، سنن ابن ماجہ/3165، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

بچے کا اچھا نام رکھنا: بچوں کا اچھا نام رکھنا شریعت اسلامیہ میں مطلوب ہے۔ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:”انكم تدعون يوم القيامة بأسماء كم و بأسماء آباء كم فأحسنوا أسماء كم“ یعنی قیامت کے دن تم کو اپنے اور باپ کے ناموں سے پکارا جائے گا پس تم اپنے اچھے نام رکھو۔(سنن ابوداود/4948)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف حدیثوں میں اچھے نام رکھنے کی ترغیب دی ہے بلکہ کچھ ناموں کے تعلق سے بتایا ہے کہ فلاں فلاں نام اللہ کے نزدیک پسندیدہ نام ہیں۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا:”اللہ کے نزدیک تمہارے ناموں میں سب سے پسندیدہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں“۔(صحیح مسلم/2132)

ابووہب جشمی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”تسموا بأسماء الأنبياء و أحب الأسماء الى الله عبدالله و عبدالرحمن و أصدقها حارث و همام و أقبحها حرب و مرة“ یعنی تم انبیاء کرام کے ناموں پر اپنا نام رکھو اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور سب سے سچے نام حارث و ہمام ہیں اور سب سے برے نام حرب اور مرہ ہے۔(صحیح ابوداود/4950، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

ناموں کے تعلق سے موجودہ سماج میں حد درجہ شرعی تعلیمات کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے۔بہت سارے مسلمان فساق و فجار اور دنیا کے بدترین لوگوں کے ناموں پر اپنے بچوں کا نام رکھ دیتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔اس لئے کہ انسان پر اس کے نام کا اثر پڑتا ہے۔نبی آخر الزماں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف حدیثوں میں برے ناموں سے منع فرمایا ہے۔عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”ان عشت ان شاء الله لأنهين أمتي أن يسموا رباحا و نجيحا و أفلح و يسارا“ یعنی اگر میں زندہ رہا تو میں اپنی امت کو رباح، نجیح، افلح اور یسار نام رکھنے سے منع کردوں گا۔(سنن ابن ماجہ/3020، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

اللہ کے رسول نے مختلف موقعوں پر نامناسب ناموں کو تبدیل کردیا ہے۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زینب کا نام برہ تھا۔لوگوں نے ان سے کہا: تم اپنے آپ کو خود سے پاکیزہ بتاتی ہو۔اس کی خبر رسول اکرم کو ہوئی تو آپ نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔(صحیح بخاری/5839)

ایک صحابی کا نام ”احرم“ تھا، آپ نے ان کا نام بدل کر زرعہ رکھ دیا۔ایک صحابی تھے جن کا نام غراب تھا جن کا نام بدل کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم کردیا۔

بچے کا ختنہ کرنا: ختنہ اسلامی شعار میں سے ہے۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:”الفطرة خمس: الختان، الاستحداد و قص الشارب وتقليم الأظافر و نتف الابط“ یعنی فطرت کی چیزیں پانچ ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف بال کا مونڈنا، مونچھ کاٹنا، ناخن تراشنا اور بغل کے بال اکھاڑنا۔(صحیح بخاری/5889، صحیح مسلم 1/۲۲۱)

ختنہ چونکہ مذہب اسلام اور دوسرے ادیان و مذاہب کے مابین تفریق کا ذریعہ ہے۔اس لئے اس تعلق سے کوتاہی نہیں کرنا چاہئے اور بچپن ہی میں بچے کا ختنہ کرادینا چاہئے۔

بچوں سے محبت اور ان کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ: بچوں کی تربیت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہمارے لئے چراغ راہ ہے۔آپ کی سنت اور آپ کا فرمان منارۂ نور ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ آپ بچوں سے بے انتہا محبت کیا کرتے تھے۔مشہور واقعہ ہے کہ آپ نے اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو لئے ہوئے نماز ادا کی۔جب رکوع سجدے میں جاتے تو انہیں نیچے بیٹھا دیتے اور پھر انہیں کندھے پر رکھ لیتے۔

اسی طرح سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے کہ آپ اسامہ بن زید کو اپنے ایک ران پر اور حسن کو دوسرے ران پر بیٹھا لیتے اور پھر دونوں کو سینے سے چمٹا کر فرماتے:”اللهم ارحمهما، فاني ارحمهما“ یعنی اے اللہ میں ان دونوں سے شفقت کرتا ہوں تو بھی ان پر رحم فرما۔(صحیح بخاری/6003)

اس محبت اور مشفقانہ رویے کا بچوں کے نشو ونما میں بہت ہی سرگرم کردار ہے۔جدید تجربات نے اس بات کو ثابت کردیا ہے کہ شیر خوار بچے کی نشو ونما صرف غذا سے نہیں ہوتی بلکہ والدین خصوصا ماں کا والہانہ لگاؤ بچے کی نشو ونما میں غذا سے بڑھ کر ہے، خاندان کا نظام متبادل محبت پر قائم ہوتا ہے، محبت کی فضا میں جو بچہ پروان چڑھتا ہے وہ بڑا ہو کر اپنے خاندان، معاشرے کے افراد اور تمام مسلمانوں سے محبت کا برتاؤ کرتا ہے۔

سچ ہے کہ جو بچہ بچپن میں محبت سے محروم ہوتا ہے وہ بڑا ہوکر کبھی بھی اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرسکتا، اچھا شوہر نہیں بن سکتا، پڑوسیوں کے ساتھ بہتر برتاؤ نہیں کرسکتا اور عام لوگوں کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ نہیں کرسکتا کیونکہ وہ اس کی چاشنی اورلذت سے نا آشنا رہا ہے۔

بچوں کو کھانے کے آداب سکھانا: جیسے جیسے بچوں میں شعور پیدا ہوتا جائے ان کی ہر موقع پر رہنمائی ضروری ہے۔ان کو اسلامی ماحول مہیا کریں، ان کی عادات واخلاق کو اسلامی رنگ میں رکھیں، اوصاف حمیدہ کی تلقین کریں۔ جب بچے کھانا کھانے کے قابل ہوجائیں تو ان کو ابتداء ہی سے کھانے پینے کے آداب سکھائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تربیت پانے والے ایک صحابی عمر بن ابوسلمہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ایک بار جب بچہ تھا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھا اور کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ برتن کے چاروں طرف گھومتا تھا۔ آپ نے یہ دیکھ کر مجھ سے کہا: ”**یا غلام! سم الله و کل بیمینک و کل مما یلیک فمازالت تلک طعمتی**“ یعنی بچے! اللہ کے نام سے کھانے کی ابتداء کرو، داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے لقمہ اٹھاؤ۔عمر بن ابوسلمہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میرے کھانے کا یہی طریقہ رہا۔(صحیح بخاری/5061،صحیح مسلم/2022)

اگر بچہ بھوک کی شدت کا شکوہ کررہا ہو اور آپ اس کو چپ کرنے کے لئے کوئی حربہ اختیار کریں جو حقیقت سے پرے ہو تو یہ بھی ممنوع ہے کیونکہ اس طرح سے آپ بچے سے جھوٹ بول رہے ہیں اور بچہ کے ساتھ دھوکا ہے جو بچے کی تربیت پر برا اثر ڈال سکتا ہے۔مشہور حدیث ہے۔عبداللہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میری امی نے مجھے آواز دی۔اس وقت رسول اکرم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔میری والدہ نے مجھے کچھ دینے کے لئے بلایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ”تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟“ میری امی نے کہا: کھجور۔ رسول اکرم نے فرمایا: ”اگر تم اسے کچھ نہیں دیتی تو تیرے اعمال میں جھوٹ لکھا جاتا“۔(سنن ابوداود/4991، اسے شیخ البانی نے حسن قرار دیا ہے۔ملاحظہ ہو: صحیحہ/748)

بول چال میں بچوں کی تربیت: بچہ جب توتلی زبان سے میٹھی میٹھی باتیں بولتا ہے تو یقیناً یہ موقع والدین کے لئے انتہائی خوشی کا ہوتا ہے اور اسی موقع پر والدین غیر دانستہ طور پر بچوں کی تربیت میں بسا اوقات تساہل برت جاتے ہیں۔کچھ والدین بچوں کو گانا سکھا دیتے ہیں تو بچے کبھی اپنے آس پڑوس کے بچوں سے گالیاں سن کر انہیں دوہراتے ہیں تو ان پر قہقہے لگاتے ہیں حالانکہ یہ بچوں کی تربیت کے لئے زہر ہلاہل ہے۔عمر کے اس مرحلے میں بچوں کے بول چال پر نظر رکھنی چاہئے اور غلط باتیں ان کے کانوں میں نہیں پڑنی دینی چاہئے بلکہ ان کے بول چال پر نظر رکھنی چاہئے اور کبھی کوئی غلط بات بولیں تو ان کی اصلاح کرنی چاہئے۔ام سلیم رضی اللہ عنہا کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ جب اسلام لائیں، ان کے شوہر ابوانس کہیں سفر میں گئے ہوئے تھے۔واپس آئے تو ام سلیم کے اسلام کی خبر انہیں ملی۔کہنے لگے: **أصبوت** یعنی کیا تو بددین ہوگئی ہے۔ام سلیم نے کہا: میں تو بددین نہیں ہوئی بلکہ اس آدمی یعنی رسول اکرم پر ایمان لائی ہوں۔پھر انہوں نے اپنے خاوند کی مخالفت کے باوجود اپنے ننھے بیٹے کو کلمہ شہادت سکھائی۔ابوانس نے جسے دیکھ کر کہا: **لاتفسدی علی ابنی** یعنی میرے بچے کو مت بگاڑ لیکن ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا تھا: **لا أفسده** یعنی میں اسے بگاڑ نہیں رہی۔(**الطبقات الکبری لابن سعد۸**)

اسی طرح سے مشہور واقعہ ہے کہ ایک موقع سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سواری پر بیٹھے ہوئے تھے۔آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ”**یا غلام! انی أعلمک کلمات، احفظ الله یحفظک، احفظ الله تجده تجاهک، اذا سألت فاسأل الله واذا استعنت فاستعن بالله ،واعلم ان الأمة لو اجتمعت علی أن ینفعوک لن ینفعوک الا بشئ قد کتبه الله لک و لو اجتمعوا علی أن یضروک لن یضروک الا بشئ قد کتبه الله علیک ،رفعت الأقلام و جفت الصحف**“ یعنی اے بچے! میں تمہیں چند باتیں سکھا رہا ہوں، انہیں یاد رکھنا۔ اللہ کو یاد رکھنا اللہ تمہیں یاد رکھے گا، اللہ کو یاد رکھنا تم اسے اپنے سامنے پاؤگے۔سمجھ لو، اگر پوری دنیا کے لوگ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہیں تو وہ تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتے مگر ہاں اتنا ہی جتنا کہ اللہ نے تمہارے حق میں لکھ رکھا ہو۔پوری دنیا والے اگر تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے مگر اتنا جتنا کہ اللہ نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے۔اب قلم اٹھ چکا ہے اور صحیفے خشک ہوچکے ہیں۔(سنن ترمذی/2516، مسند احمد/2669، شیخ شعیب ارناووط نے کہا ہے کہ اس کی سند قوی ہے۔)

اس حدیث میں دیکھئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو عقیدہ کی کتنی ٹھوس تعلیم دی ہے اور اسے اس تعلیم کو از بر رکھنے کی تاکید بھی کی ہے تاکہ وہ ہمیشہ اس تعلیم کی روشنی میں اپنی زندگی کو استوار کرسکے۔لہذا، اس عمر میں بچے کے بول چال پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔نیز اسے اسلامی احکامات سے گاہے بگاہے روشناس کرتے رہنا چاہئے تاکہ اس کے صاف وشفاف قلوب واذہان پر اسلام کے روشن تعلیمات رفتہ رفتہ نقش ہوتے رہیں۔

بچے کو نماز کا حکم دینا: نماز اسلام کا ستون اور دوسرا سب سے اہم فریضہ ہے۔نماز کے تعلق سے بچوں میں لگاؤ ڈالنے کا طریقہ یہی ہے کہ صغر سنی ہی سے انہیں مسجد میں جانے کی عادت ڈالی جائے۔اسی بات کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ”**مروا الصبی بالصلوٰة**

اذا بلغ سبع سنین واذا بلغ عشر سنین فاضربوہ علیھا" یعنی بچے کوسات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو، جب دس سال کا ہوکر نماز نہ پڑھے تو اسے سزا دے کر نمازی بناؤ۔(سنن ابوداود/ 494)

بستر الگ کرنا: بچہ کے اندر جب شعور پیدا ہوجائے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے کہ اسے والدین خود سے الگ سونے کا انتظام کریں۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:"مروا أولادکم بالصلوۃ وھم أبناء سبع سنین واضربوا علیھا وھم أبناء عشر وفرقوا بینھم فی المضاجع"، یعنی اپنے بچوں کوسات سال کی عمر میں نماز کا حکم دواور دس برس کی عمر میں مار کر نمازی بناؤاوران کے بستر علاحدہ کردو۔(سنن ابوداود/ 495،حسن)

سبحان اللہ! کتنی پیاری احتیاطی تدابیر ہیں کہ قبل از بلوغ ہی ان کو ایسا ماحول عطا کیا جائے کہ شیطان ان میں کسی قسم کے غلط تصورات پیدا نہ کرسکے۔

بچوں کی تعلیم کا انتظام: بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنا بے حد ضروری ہے۔بچوں کو سب سے پہلے قرآن کریم کی تعلیم دینی چاہئے۔امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب قائم کیا ہے"باب تعلیم الصبیان للقرآن"۔اسی طرح عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں :سلونی عن التفسیر فانی حفظت القرآن وأنا صغیر یعنی مجھ سے تفسیر کے متعلق سوال کرو، کیونکہ میں نے صغرسنی میں ہی قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔

اسی طرح سے امام شافعی رحمہ اللہ نے نو برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا تھا۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے بھی اس عمر میں حفظ قرآن مکمل کرلیا تھا۔

علامہ ابن خلدون مقدمہ/ 538 میں لکھتے ہیں:"اعلم أن تعلیم الولدان للقرآن شعار الدین أخذ بہ أھل الملۃ ودرجوا علیہ فی جمیع أمصارھم لما یسبق فیہ القلوب من رسوخ الایمان وعقائدہ من آیات القرآن وبعض متون الحدیث وصار القرآن أصل التعلیم الذی یبتنی علیہ مایحصل بعد من الملکات و سبب ذلک أن التعلیم فی الصغر أشد رسوخا وھو أصل لما بعدہ" یعنی قرآن کی تعلیم بچوں کے لئے دین کا شعار ہے۔اہل دین کا یہی معمول رہا ہے تمام شہروں میں۔اس لئے کہ ان کے دلوں میں سب سے پہلے دین وایمان کے عقائد راسخ ہوجائیں جو قرآنی آیات اور بعض احادیث کے متون سے مستفاد ہوں۔قرآن حکیم تعلیم کے اعتبار سے اصل ہو اور بعد میں جو اس بچے کے دل میں پیدا ہوں ان کی بنیاد اسی قرآن پر ہو،اس لئے کہ چھوٹی عمر میں جو تعلیم حاصل کی جائے وہ ذہنوں میں زیادہ راسخ ہوتی ہے اور مابعد کے لئے وہ اصل ہوتا ہے۔

بروقت مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کو صغرسنی ہی میں کنوینٹ اسکولوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کے ذریعہ قائم کردہ درس گاہوں میں بھیج دیتے ہیں جہاں بچے کے عقائد بگڑ جاتے ہیں۔بچے کو دینی تعلیم نہیں مل پاتی اور وہ دین سے کوسوں دور چلا جاتا ہے۔یہی بچہ جب بڑا ہوتا ہے تو پھر زمانے بھر کی برائیاں اس کے اندر پائی جاتی ہے۔مغربی کلچر کا دلدادہ ہوتا ہے۔مخلوط تعلیم کو معیوب نہیں سمجھتا۔لباس سے لے کر کھان پان، اٹھنا بیٹھنا سب چیزیں دیگر اقوام کے لوگوں سے متاثر ہوجاتی ہیں اور پھر وہ دنیا میں پیسے تو کماتا ہے لیکن اس پر "یاتی علی الناس زمان لم یبق من الاسلام الااسمہ ولم یبق من القرآن الارسمہ" والی بات صادق آتی ہے۔

یہ رہے تربیت اولاد کے تعلق سے چند اسلامی آداب جنہیں برت کر ہم اپنی اولاد کی اسلامی تربیت کرسکتے ہیں۔اگر ہم اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرنے میں کامیاب رہے تو یہ بچے اس دنیا میں بھی ہمارے لئے نیک نامی کا سبب بنیں گے اور کل قیامت کے دن بھی ہمارے درجات کی بلندی کا سبب بنیں گے۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"ان الرجل لترفع درجۃ فی الجنۃ فیقول انی لی ھذہ؟ فیقال: باستغفار ولدک لک"،یعنی کسی انسان کا رتبہ اور مقام جنت میں بڑھا دیا جائے تو وہ عرض پرداز ہوگا: میرے لئے درجات کی بلندی کا کیا سبب ہے؟ جواب ملے گا: یہ تیری اولاد کی وجہ سے ہوا ہے جو تیرے مرنے کے بعد تیرے لئے بخشش کی دعا کرتی ہے۔(سنن ابن ماجہ/ 3660،شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

بلکہ اگر ہم نے اپنے بچوں کی تربیت اسلامی دستور کے مطابق کردی ہے اور انہیں نیک بنادیا ہے تو یقین جانئے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب ہمیں ملتا رہے گا۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:"اذا مات الانسان انقطع عملہ الا من ثلاثۃ: صدقۃ جاریۃ أو علم ینتفع بہ أو ولد صالح یدعو لہ" یعنی جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے سوائے تین چیزوں کے۔ایک صدقہ جاریہ، دوسری علم جس سے فائدہ حاصل ہو، تیسری نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔(صحیح مسلم/ 1631)

تربیت میں کوتاہی سنگین جرم اور قابل مواخذہ عمل ہے۔اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:"ما من عبد استرعاہ اللہ رعیۃ فلم یحطھا بنصحہ الا لم یجد رائحۃ الجنۃ"۔(صحیح بخاری/ 7150،صحیح مسلم/ 142)چنانچہ ہم سب کو تربیت اولاد کے تعلق سے خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ ہم دنیا وآخرت کی سعادتوں سے محظوظ ہوسکیں۔اللہ ہمیں توفیقات سے نوازے۔آمین۔

☆☆☆

دعوت وتبلیغ کے آداب

رضوانہ عثمان علی آباد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیارے پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد وہدایت کے لیے یکے بعد دیگرے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو ہر قوم کے لیے مبعوث فرمایا۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے زمانہ میں اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔ ان تمام نبیوں کے بعد علماء کو انبیاء کا وارث قرار دے دیا گیا۔ ہر وہ انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی سمجھ بوجھ عطا کی ہے اس پر فرض ہے کہ وہ تمام لوگوں تک اللہ اور اس کے رسول کا پیغام پہنچائے۔ اگر ہم قرآن وحدیث کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیتے ہیں تو پھر ہم صحیح معنوں میں انبیاء کرام کے جانشین بننے کے حقدار ہیں۔ یہاں پر دعوت وتبلیغ کے چند آداب پیش خدمت ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہونے سے ہماری زندگیاں سنور سکتی ہیں۔

۱- دعوت وتبلیغ میں حکمت اور سلیقے کا پورا پورا خیال رکھیئے اور ایسا طریقہ اختیار کیجیے جو ہر لحاظ سے موزوں پر وقار مقصد سے ہم آہنگ اور مخاطب میں شوق اور ولولہ پیدا کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ'' ''اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیجیے حکمت کے ساتھ عمدہ نصیحت کے ساتھ اور مباحثہ کیجیے تو ایسے طریقے پر جو انتہائی بھلا ہو۔

قرآن کی اس جامع آیت سے تین اصولی ہدایات ملتی ہیں:

۱- دعوت حکمت کے ساتھ دی جائے۔

۲- نصیحت اور فہمائش عمدہ انداز میں کی جائے۔

۳- مباحثہ بھلے طریقے پر کیا جائے۔

حکمت کے ساتھ دعوت دینے کا مطلب ہے کہ خود آپ کو اپنی دعوت کے تقدس اور عظمت کا پورا پورا احساس ہو اور آپ اس گراں بہا دولت کو نادانی کے ساتھ یوں ہی جا بے جا نہ بکھیریں بلکہ آپ موقع محل کا بھی پورا پورا لحاظ رکھیئے اور مخاطب کا بھی، ہر طبقے ہر گروہ اور ہر فرد سے اس کی فکری رسائی، استعداد صلاحیت، ذہنی کیفیت اور سماجی اہمیت کے مطابق بات کیجیے اور ان اٹل قدروں کو باہمی افہام وتفہیم اور دعوت کی بنیاد بنائیے جن میں باہم اتفاق ہو اور جو قربت وقبولیت کے لیے راہ ہموار کریں۔

عمدہ نصیحت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس سوز، خیر خواہی اور خلوص کے ساتھ نیک جذبات کو ابھاریئے کہ مخاطب شوق و رغبت کے جذبات سے سرشار ہو جائے اور دین سے اس کا تعلق محض ذہنی اطمینان کی حد تک نہ رہے بلکہ دین اس کے دل کی آرزو، روح کی غذا اور جذبات کی تسکین بن جائے۔ تنقید و مباحثہ میں اچھا طریقہ اختیار کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کی تنقید تعمیری ہو، دلسوزی اور اخلاص کی آئینہ دار ہو اور انداز ایسا دلنشیں اور سادہ ہو کہ مخاطب میں ضد، نفرت، ہٹ دھرمی، تعصب اور حمیت و جاہلیت کے جذبات نہ ابھریں بلکہ وہ واقعی کچھ سوچنے سمجھنے پر مجبور اور اس میں حق کی طلب پیدا ہو۔ اور جہاں یہ کیفیتیں پیدا ہوتی نظر نہ آئیں آپ اپنی زبان روک لیجیے اور اس مجلس سے اٹھ کر چلے آئیے۔

۲- ہر حال میں پورے دین کی دعوت دیجیے اور اپنی سمجھ سے اس میں کانٹ چھانٹ نہ کیجیے اسلام کی دعوت دینے والے کو یہ حق ہرگز نہیں ہے کہ وہ اپنی صواب دید کے مطابق اس کے کچھ اجزاء پیش کرے اور کچھ چھپائے۔

اللہ رب العزت فرماتا ہے: ''وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا یَكُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْم. قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ، فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ،اَفَلَا تَعْقِلُوْن. فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًااَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْن ''(یونس:۱۵-۱۷)

اور جب ان کو ہماری کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو لوگ ہماری حالات کا یقین نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں اس قرآن کے بجائے کوئی دوسرا قرآن لائیے یا اسی میں کچھ تغیر وتبدیل کر دیجیے آپ فرما دیجیے کہ میں اپنی طرف سے ہرگز اس میں کچھ کمی بیشی نہیں کر سکتا میں تو خود اسی وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف بھیجی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا خوف ہے اور کہیئے اگر خدا نے یہ نہ چاہا ہوتا کہ میں یہ قرآن تمہیں سناؤں تو میں کبھی نہ سنا سکتا اور نہ ہی تمہیں اس سے واقف کراتا۔ پھر اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو ایک جھوٹی بات گھڑ کر خدا کی طرف منسوب کرے یا خدا کی آیات کو جھوٹا قرار دے یقیناً مجرم لوگ کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔

حالات کیسے ہی ناسازگار ہوں، داعی کا کام بہر حال یہی ہے کہ وہ دین کو اپنی اصل اور مکمل حالت میں پیش کرے اور خدا کے دین میں کمی بیشی اور حالات کے تقاضوں کے تحت اپنی سمجھ سے اس میں تغیر وتبدل نہ کرے کیوں کہ بہت بڑا ظلم ہے اور ایسے لوگوں کی دنیا بھی تباہ ہوتی ہے اور آخرت بھی۔ اسلام اس خدا کا بھیجا ہوا دین ہے جس کا علم پوری کائنات کا احاطہ کئے ہوئے ہے جو ازل سے ابد تک کا یقینی علم رکھتا ہے جو انسانی زندگی کے آغاز سے بھی واقف ہے اور انجام سے بھی اور جس کی مشیت کے تحت ہی انسانی معلومات میں روز بروز حیرت انگیز وسعت پیدا ہو رہی ہے اور انسانی زندگی میں غیر معمولی ترقیاں رونما ہوتی جا رہی ہیں۔ کسی اور کے لیے تو بھلا کسی کمی بیشی کی کیا گنجائش ہوگی جب کہ خود داعی اول کا مقام یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ایک مثالی فرماں بردار کی طرح اس دین کی پیروی کریں اور نافرمانی کے تصور سے لرزتے رہیں۔

۳- دین کو اس حکمت کے ساتھ فطری انداز میں پیش کیجئے کہ وہ غیر فطری بوجھ محسوس نہ ہو۔ اور لوگ بدکنے اور متنفر ہونے کی بجائے اس کو قبول کرنے میں سکون اور راحت محسوس کریں اور آپ کی نرمی، شیریں زبانی اور حکیمانہ طرز دعوت سے لوگ دین میں غیر معمولی کشش محسوس کریں۔ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک بار میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک آدمی کو چھینک آئی، میں نے نماز میں ہی ''یرحمك الله'' کہہ کر چھینک کا جواب دے دیا، لوگ مجھے گھورنے لگے، میں نے کہا کہ خدا تمہارا بھلا کرے، مجھے کیوں گھور رہے ہو؟ تو لوگوں نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ میں خاموش ہوگیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوگئے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میں نے ایسا بہترین تعلیم وتربیت کرنے والا نہ ان سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ ان کے بعد۔ آپ نے نہ تو مجھے ڈانٹا اور نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا۔ صرف یہ فرمایا کہ دیکھو! یہ نماز ہے نماز میں بات چیت کرنا مناسب نہیں۔ نماز تو نام ہے خدا کی پاکی اور برتری بیان کرنے کا، اس کی بڑائی بیان کرنے اور قرآن پڑھنے کا۔

۴- اپنی تحریر، تقریر اور دعوتی گفتگو میں ہمیشہ اس اعتدال کا اہتمام رکھیئے کہ سننے والوں پر امید کی کیفیت بھی طاری رہے اور خوف کی بھی، نہ تو خوف پر ایسا مبالغہ آمیز زور دیجئے کہ وہ خدا کی رحمت سے مایوس ہونے لگیں اور اپنی اصلاح اور نجات انہیں نہ صرف مشکل بلکہ محال نظر آنے لگے اور نہ خدا کی رحمت اور بخشش کا ایسا تصور پیش کیجئے کہ وہ بالکل ہی بے باک اور غیر ذمہ دار بن جائیں اور خدا کی بے پایاں رحمت وبخشش کا سہارا لے کر نافرمانیوں پر کمر باندھ لیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بہترین عالم وہ ہے جو لوگوں کو ایسے انداز سے خدا کی طرف دعوت دیتا ہے کہ خدا سے مایوس نہیں کرتا اور نہ خدا کی نافرمانی کے لیے انہیں رخصتیں دیتا اور نہ خدا کے عذاب سے انہیں بے خوف بناتا ہے۔

۵- دعوتی کوششوں میں دوام اور تسلسل پیدا کیجئے اور جو پروگرام بنائیں اسے استقلال اور ذمہ داری کے ساتھ برابر چلاتے رہنے کی کوشش کیجئے۔ پروگراموں کو ادھورا چھوڑنے اور نئے نئے پروگرام بنانے کی عادت سے بچئے، تھوڑا کام کیجئے لیکن مسلسل کیجئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: بہترین عمل وہ ہے جو مسلسل کیا جاتا رہا ہو، چاہے وہ کتنا ہی تھوڑا ہو۔

۶- دعوت وتبلیغ کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات، تکالیف اور آزمائشوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کیجئے اور صبر واستقامت دکھائیے۔

قرآن میں ہے: '' وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ '' (لقمان: ۱۷)

اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور راہ میں جو مصائب بھی آئیں ان کو استقلال کے ساتھ برداشت کرتے رہو۔

راہ حق میں مصائب اور مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ آزمائش کی منزلوں سے گزر کر ہی ایمان میں قوت آتی ہے اور اخلاق وکردار میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا اپنے ان بندوں کو ضرور آزماتا ہے۔ جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور جو اپنے دین وایمان میں جتنا زیادہ پختہ ہوتا ہے اس کی آزمائش بھی اسی لحاظ سے سخت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: '' وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ، وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ. الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ''، قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ. اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ '' مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ''، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ '' (سورۃ البقرہ: ۱۵۵-۱۵۷) اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان ومال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ہم خدا ہی کے ہیں اور خدا ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے انہیں خوشخبری دے دیجئے ان پر ان کے رب کی طرف سے عنایات ہوں گی اور اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست رو ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! سب سے زیادہ سخت آزمائش کس شخص کی ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا: انبیاء کی، پھر جو دین وایمان میں ان سے زیادہ قریب ہو، اور پھر جو اس سے قریب ہو، آدمی کی آزمائش اس کے دین کے اعتبار سے ہوتی ہے پس جو شخص اپنے دین میں پختہ ہوتا ہے اس کی آزمائش سخت ہوتی ہے اور جو دین میں کمزور ہوتا ہے اس کی آزمائش ہلکی ہوتی ہے اور یہ آزمائش برابر ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر گناہ کا کوئی اثر نہیں رہ جاتا۔ (مشکوۃ)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا: مجھے اللہ کی راہ میں اتنا ستایا گیا کہ کبھی کوئی انسان اتنا نہیں ستایا گیا اور مجھے اللہ کی راہ میں اتنا اتنا ڈرایا گیا کہ کبھی کوئی آدمی اتنا نہیں ڈرایا گیا۔ اور ہم پر تیس شب وروز ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلال رضی اللہ عنہ کے کھانے کے لیے کوئی ایسی چیز نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے۔ سوائے اس مختصر توشے کے جو بلال رضی اللہ عنہ کی بغل میں تھا۔ (ترمذی)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا خدا اس کو صبر بخشے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سی بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں۔ (بخاری و مسلم)

دراصل آزمائشیں تحریک کو قوت پہنچانے اور آگے بڑھانے کا لازمی ذریعہ ہیں۔ آزمائشوں کی منزلوں سے گزرے بغیر کوئی تحریک بھی کامیاب نہیں ہو سکتی بالخصوص وہ تحریک جو عالم انسانی میں ایک ہمہ گیر انقلابات کی دعوت دیتی ہو اور پوری انسانی زندگی کو نئی بنیادوں پر تعمیر کرنے کا منصوبہ رکھتی ہو۔

جس زمانے میں مکے کے سنگ دل، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں پر بے پناہ ظلم وستم توڑ رہے تھے انہی دنوں کا ایک واقعہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: نبی آخرالزماں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے سائے میں چادر سر کے نیچے رکھے آرام فرما رہے تھے۔ ہم آپ کے پاس شکایت لے کر پہنچے یا رسول اللہ! آپ ہمارے لیے خدا سے مدد طلب نہیں فرماتے۔ آپ اس ظلم کے خاتمہ کی دعا نہیں کرتے۔ آخر یہ سلسلہ کب تک دراز رہے گا اور کب یہ مصائب کا دور ختم ہو گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ ان میں سے بعض کے لیے گڑھا کھودا جاتا پھر اس کو اس گڑھے میں کھڑا کر دیا جاتا پھر آرا لایا جاتا اور اس کے جسم کو چیرا جاتا یہاں تک کہ اس کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتا اور اس کے جسم میں لوہے کے کنگھے چبھوئے جاتے جو گوشت سے گزر کر ہڈیوں اور پٹھوں تک پہنچ جاتے۔ مگر وہ خدا کا بندہ حق سے نہ پھرتا۔ قسم ہے خدا کی یہ دین غالب ہو کر رہے گا۔ یہاں تک کہ سوار صنعاء سے حضرموت تک کا سفر کرے گا اور راستے میں خدا کے سوا اس کو کسی کا خوف نہ ہو گا۔ البتہ چرواہوں کو صرف بھیڑیوں کا خوف رہے گا کہ کہیں بکری اٹھا نہ لے جائیں لیکن افسوس کہ تم جلدی مچا رہے ہو۔ (بخاری)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری امت میں برابر ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو خدا کے دین کا محافظ رہے گا جو لوگ ان کا ساتھ نہ دیں گے اور جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے وہ ان کو تباہ نہ کر سکیں گے۔ یہاں تک کہ خدا کا فیصلہ آجائے اور یہ دین کے محافظ لوگ اپنی اسی حالت پر قائم رہیں گے۔ (بخاری و مسلم)

۷- بے جا رواداری، مداہنت اور اصولوں کی قربانی دینے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔ قرآن پاک میں مومنوں کی تعریف میں کہا گیا ہے۔ ''اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ'' (الفتح:۲۹) وہ کافروں پر سخت ہوتے ہیں۔

یعنی وہ اپنے دین اور اصول کے مقابلے میں انتہائی شدید ہوتے ہیں وہ کسی حال میں بھی اپنے اصولوں کے معاملے میں کوئی مصالحت یا مداہنت نہیں کرتے وہ سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن دین واصول کی قربانی نہیں دے سکتے۔ مسلمانوں کو خدا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ہدایت دی ہے۔

''فَلِذٰلِکَ فَادْعُ، وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ، وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ'' (الشوریٰ:۱۵) پس آپ اسی دین کی طرف دعوت دیجئے اور جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے اسی پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہئے اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلئے۔

دین کے معاملے میں مداہنت بے جا رواداری اور باطل سے مصالحت وہ خطرناک کمزوری ہے جو دین وایمان کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

جب بنی اسرائیل اللہ کی نافرمانیوں کے کام کرنے لگے تو ان کے علماء نے ان کو روکا لیکن وہ نہیں رکے تو ان کے علماء ان کا بائیکاٹ کرنے کے بجائے ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے جب ایسا ہوا تو خدا نے ان سب کے دل ایک جیسے کر دیئے اور پھر حضرت داؤد، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی زبان سے خدا نے ان پر لعنت کی، یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی راہ اختیار کی اور اسی میں بڑھتے چلے گئے۔ اس حدیث کے راوی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے بیٹھے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ضرور لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے رہو گے اور برائی سے روکتے رہو گے اور ظالم کا ہاتھ پکڑو گے اور ظالم کو حق کے آگے جھکاؤ گے اگر تم ایسا نہ کرو گے تو تم سب کے دل بھی ایک ہی طرح کے ہو جائیں گے اور پھر خدا تمہیں اپنی رحمت اور ہدایت سے دور پھینک دے گا جس طرح بنی اسرائیل کو اس نے محروم کر دیا۔

۸- اپنے بچوں کی اصلاح وتربیت اور ان کو اقامت دین کا فریضہ انجام دینے کے لیے تیار کرنا آپ کا اولین فرض بھی ہے اور آپ کی سرگرمیوں کا فطری میدان بھی۔ اس میدان کو چھوڑ کر اپنی تبلیغی واصلاحی کوششوں کے لیے محض باہر کے میدان تلاش کرنا غیر حکیمانہ اور غیر فطری فعل ہے اور یہ بہت بڑی کوتاہی اور راہ فرار ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ آپ قحط کے زمانے میں اپنے گھر والوں کو بھوک و پیاس سے نڈھال اور جان بلب چھوڑ کر باہر ضرورت مندوں کو تلاش کر کے غلہ تقسیم کرنے کی فیاضی کا مظاہرہ کریں گویا نہ تو آپ کو بھوک و پیاس اور قربت ومحبت کا احساس ہے اور نہ غلے کی تقسیم کی حکمت ہی سے آپ کا ذہن آشنا ہے۔ قرآن کریم میں مومنوں کو ہدایت دی گئی ہے: ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا''۔

(التحریم: ۲۸) مومنو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

''تم میں سے ہر ایک نگراں اور ذمہ دار ہے اور تم میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ جو تمہاری نگرانی میں ہوں گے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور شوہر اپنے گھر والوں کا نگراں ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگراں ہے۔ تو تم میں سے ہر ایک نگراں اور ذمہ دار ہے اور تم میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی جو اس کی نگرانی میں دیے گئے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

۹- اپنے پڑوسیوں اور محلے والوں کی اصلاح وتعلیم کی بھی فکر کیجئے اور اس کو بھی اپنا فریضہ سمجھئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی پھر فرمایا: ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور انہیں دین نہیں سکھاتے اور انہیں دین سے ناواقف رہنے کے عبرتناک نتائج نہیں بتاتے اور انہیں برے کاموں سے نہیں روکتے؟ اور ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل نہیں کرتے اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور دین سے جاہل رہنے کے عبرتناک نتائج معلوم نہیں کرتے۔ خدا کی قسم! لوگ اپنے پڑوسیوں کو لازماً دین کی تعلیم دیں، ان کے اندر دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں، انہیں نصیحت کریں، ان کو اچھی باتیں بتائیں اور بری باتوں سے روکیں نیز لوگوں کو چاہئے کہ لازماً اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھیں، دین کی سمجھ پیدا کریں اور ان کی نصیحتوں کو قبول کریں ورنہ میں انہیں بہت جلد سزا دوں گا پھر آپ منبر سے اتر آئے اور تقریر ختم فرمادی۔ سننے والوں میں سے بعض لوگوں نے دوسروں سے پوچھا کہ یہ کون تھے جن کے خلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر فرمائی؟ دوسرے لوگوں نے بتایا کہ آپ کا روئے سخن قبیلہ اشعر کے لوگوں کی طرف تھا۔ یہ لوگ دین کا علم رکھنے والے لوگ ہیں جب اس تقریر کی خبر اشعری لوگوں تک پہنچی تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنے خطبے میں کچھ لوگوں کی تعریف فرمائی اور ہمارے اوپر غصہ فرمایا تو فرمایئے ہم سے کیا قصور ہوا۔ آپ نے فرمایا: لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دیں، انہیں وعظ ونصیحت کریں اور اچھی باتوں کی تلقین کریں اور بری باتوں سے روکیں۔ اسی طرح لوگوں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل کریں ان کی نصیحتوں کو قبول کریں اور اپنے اندر دین کی سمجھ پیدا کریں ورنہ میں بہت جلد ان کو دنیا میں سزا دوں گا۔ یہ سن کر قبیلہ اشعر کے لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم دوسرے لوگوں میں سمجھ پیدا کریں۔ آپ نے فرمایا: جی ہاں یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ تو یہ لوگ بولے حضور ہمیں ایک سال کی مہلت دیجئے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک سال کی مہلت دی جس میں وہ اپنے پڑوسیوں کو دین سکھائیں اور دینی سمجھ پیدا کریں۔

۱۰- جن لوگوں کے درمیان آپ دعوت وتبلیغ کا خوشگوار فریضہ انجام دے رہے ہوں ان کے مذہبی معتقدات اور جذبات کا احترام کیجئے۔ نہ تو ان کے بزرگوں اور پیشواؤں کو برے نام سے یاد کیجئے اور نہ ان کے معتقدات پر حملے کیجئے، نہ ان کے مذہبی نظریات کی تحقیر کیجئے۔ مثبت انداز میں حکمت کے ساتھ اپنی دعوت پیش کیجئے اور تنقید میں بھی مخاطبین کو بھڑکانے کے بجائے نہایت دلسوزی کے ساتھ ان کے دل میں اپنی بات اتارنے کی کوشش کیجئے۔ اس لیے کہ جذباتی تنقید اور توہین آمیز گفتگو سے مخاطب میں کسی خوشگوار تبدیلی کی توقع نہیں ہوتی البتہ یہ اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں حمیت جاہلیت اور تعصب کے ہیجان میں وہ اللہ اور دین کی شان میں گستاخی کرنے لگے اور دین سے قریب آنے کے بجائے وہ اور زیادہ دین سے دور ہوجائے۔ قرآن پاک کی ہدایت ہے: ''وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ '' اے مومنو! یہ لوگ خدا کے سوا جن کو پکارتے ہیں ان کو گالیاں نہ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنا پر خدا کو گالیاں دینے لگیں۔

۱۱- داعی الی اللہ بن کر دعوت کا فریضہ انجام دیجئے یعنی صرف اللہ کی طرف دعوت دینے والے بنئے اللہ کے بندوں کو اللہ کے سوا کسی اور چیز کی طرف ہرگز نہ بلایئے، نہ وطن کی طرف بلایئے، نہ قوم اور نسل کی طرف، نہ کسی زبان کی طرف دعوت دیجئے، نہ کسی جماعت اور گروہ کی طرف۔ مومن کا نصب العین صرف اللہ کی رضا ہے۔ اسی نصب العین کی طرف دعوت دیجئے اور یہ یقین پیدا کرنے کی کوشش کیجئے کہ بندے کا کام محض یہ ہے کہ وہ اپنے خالق ومالک کی بندگی کرے، اپنی انفرادی زندگی میں بھی اور خانگی زندگی میں بھی، سماجی زندگی میں بھی اور ملکی معاملات میں بھی۔ غرض پوری زندگی میں اپنے مالک وپروردگار کے کہنے پر چلے اور اس کے قانون کی مخلصانہ پیروی کرے۔ اس کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جس کو مسلمان اپنا نصب العین قرار دے اور اس کی طرف لوگوں کی دعوت دے مومن جب بھی اللہ کی ہدایت سے منہ موڑ کر اللہ کی رضا کے سوا کسی اور چیز کو نصب العین قرار دے گا دونوں جہاں میں ناکام ونامراد رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ''وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ''

اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف دعوت دی اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں اللہ کا فرماں بردار اور مسلم ہوں۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

رپورٹ: ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی
کنوینر بارہواں آل انڈیا ریفریشر کورس

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام

بارھواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین

(بتاریخ: ۴-۱۳؍اکتوبر ۲۰۱۹ء، بمقام: اہل حدیث کمپلیکس، D-254، ابوالفضل، انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵)

بحسن وخوبی اختتام پذیر

اختتامی اجلاس میں صوبائی جمعیات اہل حدیث اور دینی وملی تنظیموں کے ذمہ داران کا اظہار خیال ملک بھر سے آئے ہوئے ائمہ ودعاۃ ومعلمین کو توصیفی اسناد وغیرہ سے نوازا گیا

مقام شکر ومسرت ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے محض اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق اور ذمہ داران واراکین اور احباب جماعت کے تعاون سے متنوع سرگرمیوں ونشاطات کے ذریعہ جمعیت وجماعت کے اندر حرکت ونشاط کی ایسی کیفیت پیدا کردی ہے اور تعلیم وتربیت، دعوت واصلاح، نشر واشاعت، تعمیرات اور رفاہ عامہ کے میدان میں ایسے ایسے کام کیے ہیں جن میں سے بہت ایسے ہیں جن کا صرف جماعتی سطح پر نہیں بلکہ ملی سطح پر تصور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام تقریباً ہر سال دورہ تدریبیہ برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کا انعقاد مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے انہی روشن کارناموں میں سے ایک ہے جس کی اہمیت و ضرورت اور معنویت کی وجہ سے دوسروں نے بھی کھل کر اعتراف کیا ہے۔ یہ دورہ تدریبیہ تقریباً سترہ سالوں سے جاری وساری ہے اور پورے ملک کے ائمہ، دعاۃ اور معلمین اس سے مستفید ہورہے ہیں۔

دورۂ تدریبیہ کا اعلان:

دورۂ تدریبیہ کی تاریخ کی تعیین کے بعد مورخہ ۱۸؍ستمبر ۲۰۱۹ء کو پریس ریلیز کے ذریعہ اس کا اعلان کیا گیا جس میں بتایا گیا کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے زیر اہتمام گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ملکی سطح پر ائمہ، دعاۃ اور معلمین کی تدریب و ٹریننگ کے لیے مورخہ ۵؍تا ۱۳؍اکتوبر ۲۰۱۹ء اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی میں ''بارھواں آل انڈیا دورہ تدریبیہ (ریفریشر کورس) برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین'' کا انعقاد عمل میں آرہا ہے۔ جس میں پورے ملک سے صوبائی جمعیات اہل حدیث کے نامزد کردہ ائمہ دعاۃ ومعلمین شریک ہوں گے۔

پریس ریلیز میں امیر محترم نے دورہ تدریبیہ کی اہمیت وضرورت اور معنویت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ انسانی زندگی میں تعلیم وتربیت اور تدریب وٹریننگ کی بڑی اہمیت ہے۔ اس سے صلاحیتوں میں نکھار آتا ہے۔ فعالیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ منظم طریقے سے زندگی گزارنے، وسائل کو بہتر طور پر استعمال کرنے اور احساس ذمہ داری کے ساتھ قوم وملت اور انسانیت کی خدمت کرنے کا سلیقہ آتا ہے۔ روحانی بالیدگی کے ساتھ ساتھ علوم ومعارف کی نئی نئی راہیں کھلتی ہیں اور ماہرین کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کا سنہری موقع ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر متمدن وترقی یافتہ قوموں میں تدریب وٹریننگ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے دینی حلقوں میں اس کی ضرورت زیادہ ہونے کے باوجود اس کی طرف توجہ کم دی جارہی ہے۔

اخباری بیان میں امیر محترم نے مزید فرمایا کہ نئی نسل کی تعلیم وتربیت، ملک وملت کی تعمیر، انسانیت کی فلاح، اتحاد ویکجہتی کے قیام، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور مذہبی ومسلکی رواداری کے فروغ، آئین وقانون کی پاسداری، امن وشانتی کے استحکام اور دہشت گردی کے خاتمہ میں ائمہ، دعاۃ ومعلمین کا کردار ایک ناقابل انکار صداقت ہے اور تدریب وٹریننگ کے ذریعہ ان صلاحیتوں اور مساعی کو جلا بخشنا وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ چنانچہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے علماء ودعاۃ اور معلمین کی تدریب وٹریننگ کو ترجیحات میں شامل کرکے سترہ سال قبل دورہ تدریبیہ برائے ائمہ و دعاۃ اور معلمین کا مبارک سلسلہ شروع کیا تھا جو کہ آج بھی جاری ہے۔ الحمد للہ اس کے غیر معمولی اثرات مرتب ہوئے ہیں جس کا اعتراف سب نے کیا ہے۔

امیر محترم نے فرمایا کہ اس دورۂ تدریبیہ میں متعدد دینی، تعلیمی، تربیتی اور اصلاحی موضوعات کے علاوہ قومی یکجہتی وفرقہ وارانہ ہم آہنگی کے قیام کی اہمیت وضرورت اور طریقہ کار، دہشت گردی کے خاتمہ میں ائمہ مساجد واساتذہ کرام کا کردار، آلودگی سے تحفظ اور شجر کاری کی اہمیت وضرورت، اخوت ورواداری کے قیام میں ائمہ ومعلمین کا کردار، پانی کا تحفظ وقت کی سب سے بڑی ضرورت، امن وشانتی کے قیام میں ائمہ و معلمین کا کردار، انسانیت کے تحفظ میں مذاہب کا رول جیسے اہم موضوعات پر بطور خاص دینی وعصری علوم کے ماہرین کے محاضرے (لکچرس) ہوں گے۔

امیر محترم نے فرمایا کہ اس دورۂ تدریبیہ میں ملک کی جملہ ریاستوں کو نمائندگی

دی گئی ہے اور صوبائی جمعیات سے گزارش کی گئی ہے کہ وہ اپنے صوبے سے اس دعوتی وتربیتی پروگرام میں شرکت کے لیے ایسے نمائندگان کو نامزد کریں جو دینی تعلیمی ورفاہی کاموں کا جذبہ رکھتے ہوں اور جو جماعت وجمعیت اور ملک وانسانیت کی تعمیر وترقی اور فوز وفلاح میں معاون ثابت ہوسکیں۔

دعوت ناموں کی ترسیل اور صوبائی جمعیات سے رابطے: دورہ تدریبیہ کی تاریخ کی تعیین کے معا بعد صوبائی جمعیات اہلحدیث کے امراء ونظماء صاحبان کو خطوط لکھے گئے کہ وہ اپنے صوبے سے دو نمائندوں کو منتخب کر کے ان کی تفصیلات ارسال کریں یہ خطوط بذریعہ ڈاک اور بذریعہ واٹس ایپ ارسال کئے گئے۔ اسی طرح بذریعہ ٹیلی فون بھی صوبائی جمعیات اہلحدیث کے ذمہ داران کو اطلاع دی گئی اور نمائندے ارسال کرنے کی گذارش کی گئی۔ پھر بار بار اس کی یاد دہانی کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ جس پر بہت ساری صوبائی جمعیات کے ذمہ داران کی طرف سے اچھا رسپانس ملا اور مثبت جواب ملا، جس کے لیے ہم ان کے تہہ دل سے شکرگزار ہیں۔

مندوبین کی آمد: دورہ تدریبیہ کے سلسلے میں شرکاء دورہ کے اندر کافی جوش وخروش کا مشاہدہ ہوا۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یکم اکتوبر سے ہی شرکاء کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا اور مورخہ ۳/اکتوبر ۲۰۱۹ء کی شام تک تقریباً تمام مندوبین تشریف لے آئے۔ ذیل میں دورہ تدریبیہ کی روداد تاریخ وار ذکر کی جاتی ہے۔

مورخہ: ۴/اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز جمعہ

افتتاحی اجلاس (بعد نماز مغرب)

دورہ تدریبیہ کا افتتاحی اجلاس مورخہ ۴/اکتوبر ۲۰۱۹ء کو بعد نماز مغرب اہلحدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی میں زیر صدارت فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند منعقد ہوا۔ یہ مختصر اور سادہ تقریب تھی۔ جس میں صدارتی خطاب کرتے ہوئے امیر محترم نے فرمایا: ''ائمہ ومعلّمین سماج ومعاشرے کے خاص الخاص افراد واشخاص ہیں جو نئی نسل کی تعلیم وتربیت اور ملک ومعاشرہ اور انسانیت کی فلاح وبہبود، کامیابی وکامرانی اور خیر رسانی کے لیے رواں دواں رہتے ہیں اور ان کا دل قوم وملت کی تعمیر وترقی اور انسانیت کی خدمت کے لیے دھڑکتا رہتا ہے۔ یہ اللہ کے بندوں کا رشتہ ان کے پالنہار سے جوڑ کر ان کی دنیا وآخرت کو سنوارنے اور بنانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ اس لیے ان کی تربیت وٹریننگ اور تذکیر وتزکیہ ناگزیر امر ہے تاکہ ان کی صلاحیتوں میں نکھار آئے اور وہ علی وجہ البصیرہ اپنی دینی، سماجی، ملکی وملی اور انسانی ذمہ داریوں کو انجام دے سکیں۔

امیر محترم نے فرمایا کہ انسانی زندگی میں مبارک اوقات بہت سارے آتے رہتے ہیں لیکن جب سب سے اچھے مقصد کے لیے سب سے اچھے لوگ سب سے اچھے پلیٹ فارم پر جمع ہوجائیں تو یہ سب سے بڑی سعادت کی بات ہوتی ہے۔ اس لیے میں اس ریفریشر کورس کے شرکاء جو ملک کے کونے کونے سے تشریف لائے ہیں کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ ساتھ ہی وہ تمام صوبائی جمعیات اور تعلیمی ادارے ہمارے شکریے کے مستحق ہیں جنہوں نے اس اہم پروگرام میں شرکت کے لیے اپنے نمائندے بھیجے ہیں۔

امیر محترم نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سلفیان ہند کا دھڑکتا ہوا دل ہے۔ یہ ہندوستان کی سب سے قدیم مسلم تنظیم ہے اور ہمارا ماننا ہے کہ سلفیت ہی اسلام کی بنیاد کو سب سے زیادہ مضبوطی سے تھامے ہوئی ہے۔ یہ سب کی دنیوی واخروی بھلائی کا معیار ومنہج عطا کرتی ہے۔ ہندوستان میں اہل حدیثوں نے قرآن وسنت کا نام اس کثرت سے لیا کہ ہر طرف کتاب وسنت کا غلغلہ بلند ہوگیا۔ سلفی منہج اور فکر وعمل ہر میدان اور باب میں اعتدال کا مناد ہے اور تشدد اور تکفیر مسلم ومجتمعات سے کوسوں دور ہے۔ بات بات پر ایمان کے سلب ہوجانے کا حکم نہیں لگاتا۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ وارثین انبیاء علماء کرام اپنے منصب ومقام کو جانیں، اپنی ذمہ داریوں کا ادراک کریں، وقت کے چیلنجوں کو سمجھیں اور ہر طرح کی فرقہ واریت، نفرت وعداوت، تشدد وعدم برداشت سے کنارہ کش ہوکر اخلاص نیت سے اسلام کے پیغام امن واخوت، محبت وبھائی چارہ، رواداری اور انسان دوستی کو عام کریں، اور کسی بھی طرح کی جذباتیت اور پروپیگنڈہ بازی کے شکار نہ ہوں اور پوری توجہ نئی نسل کی تعلیم وتربیت میں صرف کریں۔

افتتاحی خطاب کرتے ہوئے ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب نے کہا کہ دعوت الی اللہ ایک انبیائی مشن ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے عقیدہ اخلاق اور کردار کو سنوارنے کے لیے بڑے فکرمند رہتے تھے۔ آپ علماء ومعلّمین کی ذمہ داری ہے کہ پہلے اپنے اخلاق وکردار کو درست کریں پھر اس کی نشر واشاعت کے لیے پوری دلجمعی کے ساتھ لگ جائیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اسی مقصد کے تحت سترہ سالوں سے دورہ تدریبیہ برائے ائمہ، دعاۃ ومعلّمین کا انعقاد کرتی آرہی ہے۔

شیخ صلاح الدین مقبول احمد مدنی صاحب سرپرست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے کہا کہ علماء کرام بہترین مخلوق ہیں۔ وہ اپنے منصب ومقام کو جاننے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے مطابق عمل بھی کریں۔ آج اخلاص نیت کی بڑی ضرورت ہے۔

مولانا جمیل احمد مدنی صاحب مفتی عام مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند نے دورہ تدریبیہ کے انعقاد پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران خصوصاً امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب کو مبارکباد پیش کیا اور کہا کہ مرکزی جمعیت وقتاً فوقتاً نئی نسل کی تعلیم وتربیت اور علماء کی تدریب وٹریننگ کے لیے نت نئے پروگراموں کا انعقاد کرتی رہتی ہے جس سے ہم سب کو فائدہ پہنچتا رہتا ہے اس کے لیے ہم اس کے شکرگزار ہیں۔

مولانا محمد عمیر مدنی صاحب نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم کو دورہ تدریبیہ برائے ائمہ دعاۃ ومعلّمین کے انعقاد

پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے پہلے ملی سطح پر اس طرح کے پروگرام کی نظیر نہیں ملتی ہے۔

ریفریشر کورس کے کنوینز اور ناظم اجلاس ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی نے دورہ تدریبیہ کی اہمیت وضرورت اور تاریخیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی حالیہ سترہ سالہ خدمات اور سرگرمیوں کا مختصر تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ دورہ تدریبیہ برائے ائمہ، دعاۃ ومعلّمین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور اس کی موجودہ قیادت کی اولیات میں سے ہے جس کی اہمیت وضرورت اور افادیت کا اعتراف متعدد ملی شخصیات نے بھی کیا ہے۔ اس دورے میں تقریباً پورے ملک حتی کہ جزیرہ انڈومان نیکوبار سے بھی صوبائی جمعیات اہلحدیث کے نمائندے شریک ہیں۔

اس افتتاحی اجلاس میں صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی کے امیر مولانا عبدالستار سلفی صاحب، ناظم مولانا محمد عرفان شاکر صاحب ونائب ناظم مولانا محمد ندیم سلفی صاحب نے بھی خطاب کیا اور اس ریفریشر کورس کو وقت کی ضرورت قرار دیتے ہوئے اس کے انعقاد پر مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے ذمہ داران خصوصاً امیر محترم کو مبارکباد پیش کیا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ اجلاس کا آغاز حافظ دلشاد احمد کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔

مورخہ ۵/اکتوبر۲۰۱۹ء سنیچر

تعارفی اجلاس: (نو بجے صبح)

یہ اجلاس ٹھیک نو بجے صبح مولانا مفتی جمیل احمد مدنی صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا جس میں شرکاء دورہ نے اپنا تعارف پیش کیا اور اپنے علاقہ کی دینی، تعلیمی، دعوتی اور جماعت وملی صورت حال پر روشنی ڈالی۔ اس اجلاس میں کنوینز دورہ ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی، استاذ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ مولانا عزیز احمد مدنی صاحب اور صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی کے نائب امیر مولانا محمد عمیر سلفی صاحب موجود تھے۔ اس کے بعد باضابطہ طور پر محاضروں کا سلسلہ جاری ہوگیا۔

پہلا محاضرہ (گیارہ بجے صبح)

محاضر: ڈاکٹر امان اللہ مدنی صاحب، مدیر معہد حفصہ للبنات، ارریہ، بہار

موضوع : اسلامی عقائد کے مصادر

دوسرا محاضرہ (بعد نماز عصر)

محاضر : پروفیسر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی صاحب، موسس ورئیس جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ، لال گوپال گنج، الہ آباد، یوپی

موضوع : طائفہ منصورہ کی پہچان اور مختلف ادوار میں اس کا تسلسل (۱)

تیسرا محاضرہ (بعد نماز مغرب)

محاضر: پروفیسر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی صاحب، موسس ورئیس جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ، لال گوپال گنج، الہ آباد، یوپی

موضوع : طائفہ منصورہ کی پہچان اور مختلف ادوار میں اس کا تسلسل (۲)

مورخہ :۶/اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز اتوار

پہلا محاضرہ (نو بجے صبح)

محاضر: جناب مولانا جمیل احمد مدنی صاحب، مفتی عام مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

موضوع: افتاء کی اہمیت وضرورت اور اس کے بنیادی اصول

دوسرا محاضرہ (گیارہ بجے صبح)

محاضر: جناب پروفیسر اختر الواسع صاحب، صدر مولانا آزاد یونیورسٹی وپروفیسر ایمیرٹس جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

موضوع: مسلم تنظیموں کی سیاسی مشارکت-امکانات، طریقہ کار

تیسرا محاضرہ (بعد نماز عصر)

محاضر : جناب ایڈوکیٹ محمد فہیم خان صاحب، دہلی ہائی کورٹ

موضوع : ہندوستان میں مسلمانوں کے آئینی حقوق

چوتھا محاضرہ (بعد نماز مغرب)

محاضر : جناب اے یو آصف صاحب، ایڈیٹر ہفت روزہ چوتھی دنیا، نئی دہلی

موضوع : مسلم معاشرہ اور میڈیا

مورخہ :۷/اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز سوموار

پہلا محاضرہ (نو بجے صبح)

محاضر: مولانا عزیز احمد سلفی صاحب، استاذ المعہد الاسلامی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ، نئی دہلی

موضوع : دعوت الی اللہ اہمیت وضرورت اور طریق کار

دوسرا محاضرہ (گیارہ بجے صبح)

محاضر: پروفیسر شفیق احمد خان ندوی صاحب، سابق صدر شعبہ عربی جامعہ ملیہ، نئی دہلی

موضوع: عربی زبان میں مہارت حاصل کرنے کا طریقہ (تقریر، تحریر، بول چال)

تیسرا محاضرہ (بعد نماز عصر)

محاضر: ڈاکٹر ظل الرحمٰن تیمی صاحب، فوری مترجم خطبات حرم مکی، اسسٹنٹ پروفیسر امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی، ریاض

موضوع: سیرت نبوی کا مطالعہ کیوں اور کیسے؟

چوتھا محاضرہ (بعد نماز مغرب)

محاضر: مولانا محمد اظہر مدنی صاحب، ڈائریکٹر اقراء گرلس انٹرنیشنل اسکول، جیت پور، نئی دہلی

موضوع: کامیاب داعی کے اوصاف

مورخہ :۸/اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز منگل

پہلا محاضرہ (نو بجے صبح)

محاضر: پروفیسر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار فریوائی صاحب، موسس ورئیس جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ، لال گوپال گنج، الہ آباد، یوپی

موضوع: طائفہ منصورہ کی پہچان اور مختلف ادوار میں اس کا تسلسل (ہندوستان کے تناظر میں)

دوسرا محاضرہ (گیارہ بجے صبح)

محاضر: مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب، ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
موضوع: دعاۃ الی اللہ کی زندگی میں وقت کی تنظیم اور طریقہ کار

تیسرا محاضرہ (بعد نماز عصر)

محاضر: پروفیسر ناصر محمود کمال (ابن کنول صاحب)، سابق صدر شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی
موضوع: کامیاب مدرس کے اوصاف

چوتھا محاضرہ (بعد نماز مغرب)

محاضر: مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
موضوع: غلو کے مضرات

مورخہ: ۹/اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز بدھ

پہلا محاضرہ (نو بجے صبح)

محاضر: ڈاکٹر لئیق اللہ خان صاحب، صدر شعبہ اردو سعودی عالمی اردو نشریات، جدہ
موضوع: معاشرہ کی اصلاح میں مساجد کا کردار

دوسرا محاضرہ (گیارہ بجے صبح)

محاضر: مولانا صلاح الدین مقبول احمد مدنی صاحب، سرپرست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
موضوع: علم الکلام اور منہج سلف

تیسرا محاضرہ (بعد نماز عصر)

محاضر: مولانا اسعد اعظمی مدنی صاحب، استاذ جامعہ سلفیہ بنارس، یوپی
موضوع: اخوت ورواداری کے قیام میں ائمہ ومعلمین کا کردار

چوتھا محاضرہ (بعد نماز مغرب)

محاضر: مولانا محمد یونس مدنی صاحب، سابق شیخ الجامعہ، جامعہ سلفیہ بنارس، یوپی
موضوع: دعوت الی اللہ میں اخلاق کا کردار

پانچواں محاضرہ (بعد نماز مغرب)

محاضر: مولانا اسعد اعظمی مدنی صاحب، استاذ جامعہ سلفیہ بنارس، یوپی
موضوع: مضمون وترجمہ نگاری کے بنیادی اصول

مورخہ: ۱۰/اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز جمعرات

پہلا محاضرہ (نو بجے صبح)

محاضر: مولانا عبدالحمید نعمانی صاحب، جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت
موضوع: ہندوستانی مذاہب، عقائد، تعلیمات، اثرات

دوسرا محاضرہ (گیارہ بجے صبح)

محاضر: ڈاکٹر طارق مدنی صاحب، استاذ جامعہ محمدیہ منصورہ، مالیگاؤں، مہاراشٹر
موضوع: اسلامی شریعت کے ممیزات وخصوصیات

تیسرا محاضرہ (بعد نماز عصر)

محاضر: ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی صاحب، میڈیا کوآرڈینیٹر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
موضوع: میڈیا اور منہج سلف

چوتھا محاضرہ (بعدنماز عصر)

محاضر: مولانا عطاء اللہ انور صاحب، سابق مترجم پٹنہ ہائی کورٹ
موضوع: ہندوستان میں مدارس ومساجد کا تحفظ اور طریقہ کار

پانچواں محاضرہ (بعد نماز مغرب)

محاضر: ڈاکٹر جنید حارث صاحب، اسسٹنٹ پروفیسر جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
موضوع: غیر مسلموں میں دعوت کا طریقہ کار

مورخہ: ۱۱/اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز جمعہ

ورکشاپ (۱۰/بجے صبح تا ساڑھے گیارہ بجے دن)

انسٹرکٹر: ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی صاحب

پہلا محاضرہ (بعد نماز عصر)

محاضر: مولانا محمد علی مدنی صاحب، نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
وامیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار
موضوع: اصلاح معاشرہ میں ائمہ مساجد کا کردار

دوسرا محاضرہ (بعد نماز مغرب)

محاضر: مولانا ریاض احمد سلفی صاحب، نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
وشیخ الجامعہ، جامعہ ابوبکر الاسلامیہ، لال گوپال گنج، الہ آباد، یوپی
موضوع: علوم القرآن: اہمیت وضرورت اور منہجیت

مورخہ: ۱۲/اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز ہفتہ

پہلا محاضرہ (نو بجے صبح)

محاضر: مولانا محمد خورشید عالم مدنی صاحب، نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار
ونائب مدیر جریدہ ترجمان دہلی
موضوع: دعوت الی اللہ۔ اہمیت وضرورت اور تکثیری معاشرہ میں داعی کا کردار

دوسرا محاضرہ (گیارہ بجے صبح)

محاضر: مولانا ریاض احمد سلفی صاحب، نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
وشیخ الجامعہ، جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ، لال گوپال گنج، الہ آباد، یوپی
موضوع: خارجیت کے مظاہر۔ اسباب وعلاج

تیسرا محاضرہ (بعد نماز عصر)

محاضر: مولانا محمد علی مدنی صاحب، امیر صوبائی جمعیت اہلحدیث بہار
موضوع: قومی یکجہتی وفرقہ وارانہ ہم آہنگی کے قیام کی اہمیت وضرورت اور طریقہ کار

چوتھا محاضرہ (بعد نماز مغرب)

محاضر: مولانا خورشید عالم مدنی صاحب، نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار
موضوع: امن وشانتی کے قیام میں ائمہ مساجد کا کردار

پانچواں محاضرہ (بعد نماز مغرب)

محاضر: الحاج وکیل پرویز صاحب، ناظم مالیات مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
موضوع: جدید طریقۂ تدریس

مورخہ: ۱۳/اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز اتوار

پہلا محاضرہ (نو بجے صبح)

محاضر: مفتی جمیل احمد مدنی صاحب، مفتی عام مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

موضوع: ثوابت دین ومتغیرات کی تحدید وتعیین

دوسرا محاضرہ (گیارہ بجے صبح)

محاضر: مولانا عزیز احمد مدنی صاحب، استاذ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ، نئی دہلی

موضوع: علوم الحدیث، اہمیت، ضرورت اور منہجیت

اختتامی اجلاس (بعد نماز مغرب)

دورہ تدریبیہ کا یہ اختتامی اجلاس مورخہ ۱۳/اکتوبر ۲۰۱۹ء کو بعد نماز مغرب نہایت تزک واحتشام کے ساتھ زیر صدارت فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند منعقد ہوا۔ جس میں صوبائی جمعیات اہل حدیث ہند کے معزز ذمہ داران اور موقر اراکین عاملہ بطور خاص شریک ہوئے۔ دیگر ملی ودینی شخصیات اور جمعیات کے ذمہ داران کی بھی شرکت رہی۔ اس اجلاس میں صدارتی خطاب کرتے ہوئے امیر محترم نے فرمایا: ’’تربیت کے بغیر تعلیم کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ تعلیم، تربیت کے بغیر الٹا زہر بن جاتی ہے اگر تعلیم کے ساتھ صحیح تربیت کی جائے تو انسان رب کا فرماں بردار تو بنتا ہی ہے انسانیت کا بھی سچا بہی خواہ وہمدرد بن جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ وہی کام کرتا ہے جو رب کی رضا اور انسانیت کے مفاد میں ہوتا ہے۔ انتہا پسندی ودہشت گردی کو نہ صرف پاس پھٹکنے نہیں دیتا بلکہ اس کے بیکٹیریا کو معاشرے سے نیست ونابود کرنے کے لئے ہمہ وقت فکر مند رہتا ہے۔ وہ قوم وملت وانسانیت کی خدمت کو اپنا نصب العین بنالیتا ہے۔ ائمہ ومعلمین انسانیت کی خدمت میں مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے اپنے صدارتی خطاب میں کیا۔ موصوف گذشتہ شام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام دس روزہ بارہویں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کے اختتامی اجلاس سے خطاب فرمارہے تھے۔

موصوف نے اپنے خطاب میں مؤقر اراکین مجلس عاملہ، ذمہ داران صوبائی جمعیات اہل حدیث، ملی وسماجی قائدین نیز شرکاء دورہ تدریبیہ کو اس میں شرکت پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے ان کے شکریہ کے ساتھ ساتھ ان تمام جہات اور اداروں کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس ریفریشر کورس میں شرکت کے لیے اپنے یہاں سے ائمہ، دعاۃ اور معلمین کی ترشیح کی۔ انہوں نے دعوت واصلاح اور تعلیم وتربیت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا مشن ہے اور اس راستے میں ابتلاء وآزمائش آنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ سب دعوت کا خاصہ ہے۔ سب سے بڑا انسان وہ ہے جو مصائب ومشکلات برداشت کرکے اپنے فرض منصبی کو ادا کرلے جائے۔ لہٰذا ملک ومعاشرہ اور اللہ کی زمین سے فساد وبگاڑ اور ظلم ودہشت گردی کو مٹانے اور امن وآشتی اور اصلاح وسدھار کی راہ میں پیش آنے والی دشواریوں سے گھبرانے کے بجائے ہمت وحوصلہ، استقلال واستقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دنیا میں پھیل جانا چاہئے اور فرض منصبی کی ادائیگی میں کسی بھی سستی وکاہلی نیز لاپرواہی یا بددلی کو پاس نہیں پھٹکنے دینا چاہئے۔ یہ مشن بہت ہی عظیم الشان ہے اور موجودہ دور کے حالات اس کے متقاضی ہیں۔ اسی کے پیش نظر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے اس کا بیڑا اٹھایا ہے اور تسلسل کے ساتھ اس کا انعقاد کرتی ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب نے اپنے خیر مقدمی کلمات میں مہمانان گرامی کا استقبال کیا اور شرکاء دورہ تدریبیہ کو اس عظیم الشان پروگرام میں شرکت پر مبارکباد پیش کی نیز کہا کہ دعوت ہمارا مشن اور نصب العین ہے۔ یہ ریفریشر کورس مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی خدمات کے سلسلے کی ایک اہم اور سنہری کڑی ہے۔ جسے گزشتہ ۱۷ سالوں سے پوری عمدگی کے ساتھ انجام دیتے چلی آرہی ہے اور قائد ملک وملت وجماعت اور کروڑوں دلوں کی دھڑکن مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کی قیادت میں یہ سب انجام پارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ کارواں اپنی منزل کی جانب یونہی گامزن رہے اور اس کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے۔ شرکاء دورہ تدریبیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ائمہ، دعاۃ ومبلغین انبیاء کرام وسلف صالحین کے جانشین ہیں۔ وہ ملت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں انہیں اپنی اندرونی وبیرونی زندگی میں نکھار پیدا کرکے دعوت وتعلیم کا حق ادا کرنا چاہئے۔ علم سیکھنا اور اس کو اپنی زندگی میں عملی جامہ پہنانا دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ ہمیں علم کے مطابق عملی زندگی کو استوار کرنا چاہئے اور بہترین اسوہ ونمونہ بن کر قوم کے لئے مفید ترین بننا چاہئے۔

جماعت اسلامی ہند کے امیر انجینئر سعادت اللہ حسینی صاحب نے فرمایا کہ میرے لئے یہ انتہائی مسرت واعزاز کی بات ہے کہ اس دورہ تدریبیہ کے اختتامی پروگرام میں شرکت کا موقعہ ملا۔ شرکاء دورہ بڑے ہی خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دعوتی مشن کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ آپ حضرات زندگی بھر سیکھنے کا مزاج بنائیں۔ وہی قوم ترقی کرتی ہے جو قوم آخری سانس تک سیکھتی ہے۔ پھر اسلام کے لئے کام کرنے والوں کے لئے تو یہ اور بھی ضروری ہوجاتا ہے۔ زمانہ بڑی تیز رفتاری سے ترقی کررہا ہے ہمیں بھی اپنے مشن میں اتنی ہی تیزی لانی پڑے گی تبھی کامیابی نصیب ہوگی۔ انہوں نے مرکزی جمعیت کے ذمہ داران کو اس دورہ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور اسے جمعیت کا بڑا کارنامہ بتایا۔

شاہ ولی اللہ انسٹیٹیوٹ کے صدر مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی صاحب نے اس اہم پروگرام میں شرکت پر اپنی بے پناہ خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہوئے ذمہ داران جمعیت کو اس پہل اور اس کے مسلسل انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور کہا کہ اگر عہد وسطیٰ میں ہم نے دعوت کا کام کیا ہوتا تو حالات یہ نہ ہوتے جن سے اہم جوجھ رہے ہیں۔ اس وقت بھی دعوت وتبلیغ کے میدان میں سناٹا ہے ہمیں اس میں تیزی لانے کی ضرورت ہے۔

مولانا آزاد یونیورسٹی جودھپور کے صدر پروفیسر اختر الواسع صاحب نے امیر محترم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کا خصوصا اور جملہ

ذمہ داران کا عموماً اس دورہ کے انعقاد پر شکریہ ادا کیا اور مبارکباد پیش کی۔انہوں نے موجودہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں آج مسلمانوں کی گھیرابندی ہو رہی ہے جس کے سدباب کے لئے علماء کرام کو تیار ہونا چاہئے۔مرکزی جمعیت کی قیادت نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اس کے لئے وہ مبارکباد کی مستحق ہے۔آج ماحول ایسا بن گیا ہے کہ لوگ برائی کو دہرانے میں تکلف نہیں کرتے تو ہم اچھائی کو دہرانے میں کیوں پس وپیش کریں۔ہمیں اس فریضے کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہئے جس کے ہم مکلّف ہیں۔آپ اتحاد کے نقیب ہیں اس کے تقاضوں کو پورا کریں۔

اقلیتی کمیشن دہلی کے چیئرمین ڈاکٹر ظفرالاسلام خان صاحب نے اس پروگرام میں شرکت کو اپنے لئے اعزاز کی بات بتایا اور کہا کہ جمعیت کی تاریخ بہت پرانی ہے اور اس کی گوناگوں خدمات ہیں جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔انہوں نے کہا کہ بشمول ہندوستان مسلمان پوری دنیا میں پریشان ہیں۔دنیا بھر میں ان کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے کردار کو فراموش کردیا ہے۔اسلام کردار کی بدولت پھیلا نہیں تو انڈونیشیا میں کوئی فوج نہیں گئی تھی۔ہمیں قرآن کی تعلیمات کو مضبوطی سے تھام لینا ہے۔ہم جس دن قرآن پر عامل ہو جائیں گے پوری دنیا پر حکومت کریں گے۔

استاذالاساتذہ مولانا ابوالمکارم ازہری صاحب نے ذمہ داران جمعیت کا اس پروگرام کے انعقاد پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مسلسل گیارہ سالوں سے اس پروگرام کا انعقاد قابل مبارکباد ہے۔انہوں نے شرکاء دورہ کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ آپ حضرات دعوت کا کام حکمت ودانائی کے ساتھ کریں اور موعظہ حسنہ کو مدنظر رکھیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مفتی شیخ جمیل احمد مدنی صاحب نے خطاب میں دورہ کے انعقاد پر مرکزی جمعیت کے ذمہ داران کو مبارکباد پیش کی اور مسلسل انعقاد پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اگر شرکاء دورہ نے اس سے استفادہ کیا ہے تو اس کا حق ادا کرنا انتہائی ضروری ہے اور اگر حق ادا نہیں کیا تو نہ تو آپ نے جمعیت کا حق ادا کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے شکرگزار ہوئے۔

کنوینر ریفریشر کورس ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی نے جملہ مہمانان گرامی اور شرکاء دورہ کو خوش آمدید کہتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی متنوع دینی، دعوتی، تعلیمی وتربیتی، قومی وملی اور انسانی خدمات کا تذکرہ کیا اور کہا کہ یہ ریفریشر کورس جس کا آغاز ۲۸؍اکتوبر کو ہوا تھا اسی مبارک تسلسل کی ایک اہم کڑی ہے۔اس کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے جملہ ذمہ داران شکریے اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔انہوں نے دورہ تدریبیہ کی تفصیلات بھی حاضرین کو بتائیں۔

کلمة الشركاء: اس موقع پر شرکائے دورہ کی طرف سے صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش کے نمائندے مولانا عبدالکریم عمری صاحب نے اپنے درج ذیل تاثرات پیش کیے۔اورحمد وصلوۃ کے بعد کہا:

"یہ میرے لئے بڑی سعادت اور اعزاز کی بات ہے کہ میں مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے زیر اہتمام بارہواں دس روزہ آل انڈیا دورہ تدریبیہ برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کے عظیم الشان اختتامی اجلاس میں شرکائے دورہ تدریبیہ برائے ائمہ، دعاۃ ومعلّمین کی نمائندگی کروں۔ورنہ

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل   نسیم صبح تیری مہربانی

حضرات! بلاشبہ یہ بارہواں دس روزہ دورہ تدریبیہ برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے روشن کارناموں میں سے ایک اہم اور تابندہ کارنامہ ہے جو تقریباً سترہ سالوں سے جاری ہے اور جس کے روشن نقوش اور اثرات پورے ملک میں دیکھے اور محسوس کیے جارہے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی موجودہ قیادت نے جب سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی زمام قیادت سنبھالی ہے تب سے حرکت ونشاط کے نئے نئے گوشے وا کرتی ہے اور مختلف شعبہ جات کے ذریعے قوم وملت، جماعت اور انسانیت کی خدمت کے دروازے کھلے ہیں اور پورے ملک میں حرکت ونشاط کی پرکیف لہر پیدا کرتی ہے۔ہم کو اس دورۂ تدریبیہ سے جو فائدہ پہنچا ہے وہ بے حد اہم ہے جسے ہم بیان نہیں کرسکتے۔ ہر محاضر نے بھرپور فائدہ پہنچایا۔عملی طور پر کام کرنے کا جذبہ وشعور پیدا ہوا، اور بلاشبہ بہت سی ایسی معلومات میں اضافہ ہوا۔جس کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔ہماری ہر طرح سے خاطرداری کی گئی۔حالانکہ ہم اول دن سے اپنوں کی طرح آرام وسکون کے ساتھ اور بے تکلف رہے۔

ان شاءاللہ یہ دس دن ہم دعاۃ کی زندگی کے لئے سنگ میل ثابت ہوں گے۔ اس میں ہمیں وہ تمام باتیں اور امور سکھائے اور بتائے گئے، جس کی عملی میدان میں بحیثیت داعی ومعلم ہمارے لئے ضرورت تھی۔حق تو یہ ہے کہ اگر ہم اس پروگرام میں شامل نہیں ہوئے ہوتے تو اس کا زندگی بھر ملال رہتا۔اسی طرح حسن انتظام وانصرام کا کیا کہنا۔ہم دعاۃ کی ہر طرح سے راحت رسانی کی گئی۔ذمہ داران خصوصاً امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود بذات خود ہماری پرسش احوال میں لگے رہے۔ہمیں ایک لمحے کے لیے گھر سے باہر ہونے کا احساس نہیں ہونے دیا۔اسی طرح اس دورہ تدریبیہ کے کنوینر ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی حفظہ اللہ اور ان کی ٹیم نے بھی ان حوالوں سے کسی طرح کی کسر نہیں چھوڑی۔فجزاہم اللہ خیرالجزاء

ہم ان سب کے لئے مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند اور اس کی عظیم قیادت اور جملہ اراکین ومتعلقین کی خدمت میں ہدیہ تشکر وامتنان پیش کرتے ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری امیدوں اور آرزوؤں کا یہ چمن سدا آباد وثمر بار رہے اور اس سے اسی طرح قوم وملت جماعت اور انسانیت مستفید ہوتی رہے۔

تا قیامت ترا سایہ قائم رہے

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

از شرکائے بارہواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ دعاۃ ومعلمین''

واضح رہے کہ دورہ تدریبیہ میں شریک تمام ائمہ دعاۃ ومعلمین نے عمومی طور پر

اپنے تاثرات لکھے اوراس دورے کواپنی تعلیمی، دعوتی، جماعتی اورقومی وملی زندگی کے لئے نہایت مفید معلومات سے پراور کارآمد قرار دیااور ذمہ داران کے شکریے کے ساتھ ان کو دعائے خیر سے نوازا۔

اس اختتامی اجلاس میں صوبائی جمعیات اہل حدیث کے ذمہ داران نے بھی اپنے تاثرات پیش کرتے ہوئے دورہ تدریبیہ کے انعقاد پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران کو مبارکباد پیش کی اور انہیں ہدیہ تشکر پیش کیا نیز اس ریفریشر کورس کو وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دیا۔ان میں مولانا خورشید عالم مدنی صاحب نائب امیر صوبائی جمعیت بہار، ڈاکٹر سعید احمد عمری صاحب امیر صوبائی جمعیت آندھراپردیش، سید آصف عمری صاحب امیر صوبائی جمعیت تلنگانہ، مولانا طہ سعید خالد مدنی امیر صوبائی جمعیت اڈیشہ، مولانا محمد علی صاحب مدنی نائب ناظم مرکزی جمعیت وامیر صوبائی جمعیت بہار، مشتاق احمد صدیقی صاحب قائم مقام امیر صوبائی جمعیت پنجاب، مولانا عبدالستار سلفی صاحب امیر صوبائی جمعیت دہلی، مولانا عرفان شاکر صاحب ناظم صوبائی جمعیت دہلی، مولانا عبدالقدوس عمری صاحب امیر صوبائی جمعیت مدھیہ پردیش، مولانا ریاض احمد سلفی صاحب نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند وشیخ الجامعہ جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج الہ آباد، حافظ محمد عبدالقیوم صاحب نائب امیر مرکزی جمعیت، حافظ عتیق الرحمٰن طیبی صاحب امیر صوبائی جمعیت مشرقی یوپی، مولانا شہاب الدین صاحب مدنی ناظم صوبائی جمعیت مشرقی یوپی، مولانا محمد ابراہیم مدنی صاحب نائب امیر صوبائی جمعیت مشرقی یوپی، حافظ کلیم اللہ سلفی صاحب نائب ناظم صوبائی جمعیت مشرقی یوپی، جناب محمد اسلم خان صاحب ناظم صوبائی جمعیت کرناٹک وگوا، جناب کے جے منصور قریشی عرف دادو خازن صاحب صوبائی جمعیت کرناٹک وگوا، مولانا انعام الحق مدنی صاحب ناظم صوبائی جمعیت بہار، مولانا اسلم جامعی صاحب امیر صوبائی جمعیت مہاراشٹر، مولانا سرفراز اثری صاحب ناظم صوبائی جمعیت مہاراشٹر، مولانا مقصود الرحمٰن مدنی صاحب امیر صوبائی جمعیت آسام، مولانا شمس الحق سلفی صاحب نائب ناظم صوبائی جمعیت جھارکھنڈ، جناب عبدالحفیظ رانڈر صاحب ناظم صوبائی جمعیت راجستھان، مولانا ذکی احمد مدنی صاحب قائم مقام ناظم صوبائی جمعیت مغربی بنگال، مولانا ابوالکلام احمد صاحب ایڈیٹر الرحیق، مولانا امان اللہ مدنی صاحب مدیر معہد حفصہ للبنات، زہراباغ بسمتیہ، بہار، جناب عطاء اللہ انور صاحب سابق مترجم پٹنہ ہائی کورٹ، مولانا عبدالمبین ندوی صاحب استاذ جامعہ ریاض العلوم دہلی، ڈاکٹر ظل الرحمٰن تیمی صاحب فوری مترجم حرم شریف، مولانا عبدالرحمٰن سلفی صاحب نائب ناظم صوبائی جمعیت کیرالا، مولانا عزیز احمد مدنی صاحب استاذ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ دہلی، مولانا محمد امین ریاضی صاحب سابق ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبائی قابل ذکر ہیں۔

اس موقعہ پر دہلی واطراف سے معزز شخصیات اورعوام کی بڑی تعداد موجود تھی۔تمام شرکاء دورہ تدریبیہ کوامیر محترم وناظم عمومی اوران کے نائبین، ناظم مالیات اورمعزز مہمانوں کے ہاتھوں توصیفی اسناد اور دیگرانعامات سے نوازا گیا۔

اخیر میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز نے تمام معزز مہمانوں، شرکاء دورہ اور دیگر حاضرین کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا اور توقع ظاہر کی کہ اس عظیم الشان پروگرام سے انہوں نے بھرپور استفادہ کیا ہوگا۔اوراس سے قوم وملت کو فائدہ پہنچائیں گے۔

شرکائے دورہ: شمیم اختر بن فریض الدین صاحب بہار، خلیل الرحمٰن بن عبدالوہاب صاحب بہار، حامد الاسلام بن جاوید علی صاحب آسام، کرامت علی بن مجیب الرحمٰن صاحب آسام، مجیب الرحمٰن بن محمد نسیم صاحب مشرقی یوپی، محمد سعید انصاری بن محمد سمیع انصاری صاحب مشرقی یوپی، محمد شوکت علی بن محمد برہان الدین صاحب جھارکھنڈ، عبداللہ بن منظر الحق صاحب بہار، سمیر احمد بن سمیع اللہ صاحب کرناٹک، محمد ادریس بن شفیع اللہ صاحب کرناٹک، عبدالغنی بن شاہ محمد صاحب راجستھان، اکبر خان بن محمد شریف صاحب راجستھان، عبدالرؤف بن عبدالہادی شیخ صاحب مہاراشٹر، محمد شعیب بن شاہ نواز صاحب مہاراشٹر، خورشید احمد بن محمد شفیع صاحب جموں وکشمیر، محمد طاہر خان بن عبدالعلیم صاحب چھتیس گڑھ، اخلاق احمد بن جمیل احمد صاحب ہریانہ، عبدالعزیز بن ظفر عالم صاحب ہریانہ، شمیم اختر بن عبدالغنی صاحب المعہد العالی، عتیق الرحمٰن بن محمد سافر انصاری صاحب المعہد العالی، کلیم الرحمٰن بن عبدالعزیز صاحب المعہد العالی، عبدالمنیب بن محمد مطیع صاحب المعہد العالی، اسرائیل مومن بن ابوکلام مومن صاحب مغربی بنگال، محمد عمر علی بن سہراب علی صاحب مغربی بنگال، ریاض الحق بن فضل الحق صاحب جموں وکشمیر، عبدالناصر بن عبداللہ صاحب انڈومان نیکوبار، رضوان بن احمد علی صاحب مدھیہ پردیش، محمد عرفان بن کے الطاف احمد صاحب تمل ناڈو، محمد سرفراز خان بن محمد فردوس خان صاحب مدھیہ پردیش، عبدالکریم بن سید حسین صاحب آندھراپردیش، اسد اللہ بن فہیم الدین صاحب دہلی، سراج احمد بن محمد امین صاحب دہلی، مولانا عبدالرحمٰن سلفی صاحب دہلی، مولانا عبدالقیوم رمضان ازہری صاحب گجرات، عبدالرقیب عبداللہ صاحب گجرات، امجد علی محمد یونس صاحب پنجاب، محمد عارف بن عبدالحمید صاحب پنجاب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

واضح رہے کہ دوران تدریبیہ شرکاء دورہ نے مقررہ سورتوں اوراحادیث کے حفظ، نمازوں میں اذکار ادعیہ ماثورہ بعد دروس قرآن وحدیث کا بھی اہتمام کیا۔اسی طرح ان ائمہ ودعاۃ اور معلمین نے عصر حاضر میں عقیدۂ توحید کی اہمیت وضرورت اور اتحاد امت اہمیت وضرورت وغیرہ موضوعات پر مقالے بھی لکھے۔ورکشاپ اورادبی وثقافتی مجالس بھی منعقد ہوئیں جن میں شرکاء نے بڑے شوق ورغبت سے شرکت کی۔اوراس طرح یہ دس روزہ دورہ تدریبیہ بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔اللہ تعالیٰ اسے ملک وملت، جماعت اورانسانیت کے لیے بارآور ومفید تر بنائے۔آمین

☆☆☆

طب و صحت

ڈاکٹر غافل انصاری، ایم ڈی (ہومیو)

ذیابطیس (DIABETES)

ذیابطیس Diabetes کا مرض اب اس قدر عام ہو چلا ہے کہ ہر تیسرے گھر میں اس کا کوئی نہ کوئی مریض دیکھنے کو مل رہا ہے۔ چالیس پچاس برس پہلے جب کھانے میں جو، چنا، دیسی گھی، اچھا دودھ اور گڑ عام طور سے شامل ہوا کرتے تھے اس موذی مرض کا نام نہ سنا تھا۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ یہ مرض اُنھیں کو لاحق ہو جن کی غذاؤں میں گڑ، شکر، مٹھائیاں شامل رہتی ہوں یا جو میٹھا کھانے کے عادی اور شوقین ہوں۔ بلکہ محتاط لوگوں میں اس مرض کو پنپتے دیکھا جا رہا ہے۔ دوسری طرف اس کے عود کرنے کی کوئی خاص ایک وجہ بھی ڈاکٹر بیان نہیں کر پا رہے ہیں۔ کوئی تو اسے ''انسولین'' کی کمی بتاتا ہے تو کوئی اس کا موجد تناؤ Tension کو ٹھہراتا ہے۔ خیر جو کچھ بھی ہو اتنا طے ہے کہ یہ مرض آ کر جاتا تو نہیں ہے اسے صرف قابو میں کیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میٹھی چیزوں کا استعمال اسے بڑھاتا ضرور ہے اور تیسری بات یہ بھی ہے کہ بعض اوقات یکا یک خون میں شکر کی کمی ہو جاتی ہے اس وقت مریض کا دل بیٹھنے لگتا ہے، کمزوری بڑھ جاتی ہے، پسینہ آ جاتا ہے اور بعض مرتبہ مریض بے ہوشی Coma میں چلا جاتا ہے۔ ایسے مواقع پر مریض کو شکر پھانکنے کی صلاح دی جاتی ہے۔ شکر کے مریض کے جسم میں کوئی سا بھی مرض کیوں نہ پیدا ہو گیا ہو، اس کا ذمہ دار ذیابطیس ہی کو ٹھہرایا جاتا ہے اور شکر کو ہی کنٹرول کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ ڈاکٹروں کی ہدایت ہے کہ ذیابطیس کے مریض ہر وقت اپنی جیب میں شکر کی پڑیہ یا ٹافی ضرور رکھیں، نہ جانے کب کس موقع پر اچانک انھیں اس کی ضرورت پڑ جائے۔

غذائیں: شکر کے مریض کے لیے غذاؤں کی خاص اہمیت ہوتی ہے۔ جب یہ بات متحقق ہے کہ جَو، چنا جیسے موٹے اناج جب کھائے جاتے تھے تو لوگ اس مرض کا شکار نہیں ہوتے تھے تو ظاہر ہے کہ غذا میں ان کی شمولیت شکر کے مریض کے لیے کسی وردان سے کم نہیں۔ گیہوں عام طور سے کھایا جاتا ہے، اس سے مفر نہیں لہذا بہتر صورت یہ نکلتی ہے کہ نصف گیہوں 1/3، چنا اور جو ملا کر (1:2:3) پسوا لیا جائے اور اس کی روٹی استعمال کرائی جائے۔ چاول میں مانڈ Carbohydrate بہت ہوتا ہے اس لیے بہتر صورت یہ ہے کہ چاول نہ کھایا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ چاول ابال کر نشاشتہ نکال کر دوبارہ دھو کر ہلکی آنچ پر چاول سجا لئے جائیں۔ اب یہ بے ذائقہ اور سیٹھے سیٹھے لگیں گے، شکر کی مقدار ان سے نکل چکی ہوگی، طبیعت نہ مانے تو چاول اس طرح پکا کر کھلائیں۔

اس مرض میں شکر، مٹھائی، آلو اور چاول پہلی فرصت میں کھانے سے منع کر دئے جاتے ہیں۔ اسی طرح میٹھے پھل، پڈنگ، کیک، پیسٹری وغیرہ کا پرہیز کرا دیا جاتا ہے۔ حسب ذیل چارٹ میں انھیں تین درجوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

روزانہ: مکسی روٹی (گیہوں، جو، چنا) گوشت، مچھلی، انڈا، پنیر، ٹماٹر، جوس، ہری سبزیاں، چائے، پیشاب میں ایسی ٹون نہ آ رہا ہو تو: دودھ، گھی، مکھن، دہی میں سے جو پسند آئے، روز لیں۔

کبھی کبھی: پاؤ روٹی، نمکین بسکٹ، ہر تازہ پھل، پھلوں کے جوس، میوے، گاجر، بلکہ چقندر اور آلو بھی اگر بہت مجبوری میں کھانا پڑ جائے تو بغیر ہچکچاہٹ کھا لیں۔ کھٹی چیزیں بڑی حد تک مفید پڑتی ہیں۔ سبزیوں میں پپیتہ، سیم اور کریلا کو ذیابطیس کے مریض کے لیے بطور خاص کھانے کی صلاح دی گئی ہے۔

مکمل پرہیز: شکر، گلوکوز، شہد، جیم، مٹھائیاں، ڈبہ بند پھل، چاکلیٹ، ہارلکس، بورن ویٹا، کیک، پیسٹری، پڈنگ، میٹھے بسکٹ وغیرہ۔

دلیا، چائے، حلوہ، کھیر، سوئیاں یا دوسری کسی چیز کو کھانا ہو تو حسب ضرورت، اس میں شکر کی جگہ اس کا کوئی بدل جیسے شکرین یا شوگر فری ماریٹم جیسے ناموں سے بہت سے پاؤڈر اور گولیاں بازار میں ملتی ہیں، ان کو ملا لیں۔ ایک گولی ایک چمچ شکر کی مٹھاس دیتی ہے۔ انھیں گولیوں سے مشروبات، جوس، ملک شیک شربت وغیرہ تیار کر سکتے ہیں۔ کھانے میں کیلوریوں کی مقدار گھٹانی پڑتی ہے اور مریض کے وزن کے مطابق اسے کھانے میں کیلوریوں کی مقدار طے کرنی ہوتی ہے۔ کس چیز میں کتنی کیلوریاں ہوتی ہیں۔ اس کے چارٹ دواؤں کی دوکان پر مفت ملتے ہیں۔ اس لیے مریض ان کی مدد سے اپنے لیے غذاؤں میں چیزوں کو ادل بدل کر کھاتا رہے، پرہیز بھی ہوتا رہے گا اور اسے یہ بھی محسوس نہیں ہوگا کہ اس کے لیے فلاں چیز بند ہے۔ گویا ذہن ٹینشن فری رہے گا۔

دوائیں: تقریبا ہر ایک طریقۂ علاج میں شکر کو گھٹانے اور انھیں ایک خاص درجہ تک برقرار رکھنے کے لیے بہت ساری دوائیں بازار میں موجود ہیں۔ ایلوپیتھی کی دوائیں ان میں سب سے سستی اور عام طور پر مہیا تو ضرور ہیں لیکن اِنھیں کسی اچھے ڈاکٹر کی نگرانی میں ہی استعمال کرنا ضروری ہے، وجہ یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مقدار کی کمی شکر گھٹانے میں ناکام رہے برخلاف اس کے ان گولیوں کی مقدار کی

زیادتی کہیں زیادہ یا اچانک شکر گھٹا نہ دے کہ بے ہوشی یعنی کوما Coma کی حالت پیدا ہوجائے۔

دوسری بات یہ بھی اہم ہے کہ ایلوپیتھی کی دوائیں نمکیات کی مرکب ہوتی ہیں، اس لیے اگر ایک عنصر شکر کی مقدار کو کم کرنے میں معاون ہو رہا ہے تو دوسرا جز کسی نئی پیچیدگی کو ابھار بھی سکتا ہے۔ ذاتی تجربہ کی بات ہے شکر کی مریضہ کو دل کا عارضہ ہوگیا۔ بلڈ پریشر ہائی رہنے لگا۔ دل کا سائز بڑھا۔ پھیپھڑوں پر اس کا دباؤ بڑھا، سانسیں پھولنے لگیں۔ شکر تو بند تھی ذیابطیس کی وجہ سے، نمک بند کرایا گیا، ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے۔ اب کوئی کھائے تو کیا کھائے؟ ایلوپیتھی سے علاج ہوا، دل سکڑا، سانسیں درست ہوئیں لیکن ان دواؤں کا سائڈ ایفکٹ Side Effect یہ ہوا کہ گُردے سوکھنے لگے، پیاس ختم ہونے لگی، آخر بول بند ہوگیا اور منھ میں پھپھوندی Fungus پڑ گئی۔ یہ تب ہوا جب ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم علاج کر رہی تھی۔ ایسے میں اگر ذیابطیس کا کوئی مریض اپنے طور پر دواؤں کا انتخاب، ان کی مقدار میں کمی زیادتی خود ہی کرتا ہے تو وہ کتنا بڑا خطرہ مول لیتا ہے؟

یونانی اور آیورویدک طریقہ علاج کی دواؤں میں جامن کی گٹھلی کا سفوف پہلی اور کامیاب دوا ہے، ہلدی میتھی اور کریلا کا استعمال معاون دواؤں میں آتا ہے۔ ہلدی میتھی پیس کر پانی سے نہار منھ لے لیتے ہیں۔ کریلا کا رس نچوڑ کر پیا جاتا ہے۔ نیم کے پھلوں کی گٹھلی کا تیل بھی پیتے دیکھا ہے۔ کنٹرول کی حد تک ان کے مفید ہونے میں شک بھی نہیں۔ لیکن ہر مریض کی کیفیت یکساں تو ہوتی نہیں۔ طبیعتیں علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں۔ عام طور سے ذیابطیس کے مریض کو دوسرے امراض بھی لاحق ہو ہی جایا کرتے ہیں۔ جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ذیابطیس کا تو علاج کیا ہی جائے اس سے دوسرے امراض کی شدت میں کمی آئے گی لیکن اگر دوسرے اضافی امراض کو مدنظر رکھتے ہوئے ذیابطیس کا علاج کیا جاتا ہے تو وہ نہ صرف یہ کہ زیادہ مفید ثابت ہوسکتا ہے بلکہ بڑی حد تک ذیابطیس کو کنٹرول کی حد سے آگے لے جاکر ختم بھی کرسکتا ہے۔

ذیابطیس کے مریض میں عام طور سے علامات ذیل بہت نمایاں ہوتی ہیں۔ جن میں میٹھی اشیا، میٹھے مشروبات اور مٹھائیاں کھانے کی رغبت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص اپنی سابقہ طبیعت کے مقابلہ میٹھے کی طرف لپکنے لگے تو سمجھنا چاہئے کہ وہ ذیابطیس کی گرفت میں آچکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حسب ذیل علامات کا بھی اظہار ہونے لگتا ہے۔

بہت پیاس، اور بہت بار پیشاب کی حاجت، بہت بھوک کہ بیتاب کردے، بہت کمزوری کے گھر کے عمومی کام وکاج کرنے میں تکان ہونے لگے، وزن کا تیزی سے گرتے جانا اور اگر چوٹ لگ جائے، زخم بن جائے، کھجلی یا چھالے پڑ جائیں، پتی کے مرض میں گرفتار ہو، پھوڑے یا کاربنکل نکلنے لگیں اور جلدی اچھے نہ ہوں۔ یہ ضروری نہیں کہ ذیابطیس کے مریض میں یہ ساری علامتیں موجود ہی ہوں، کم زیادہ بھی ہوسکتی ہیں۔ بعض مرتبہ نمودار نہیں بھی ہوتی ہیں مگر شکر خون میں زیادہ بنی رہتی ہے۔

ان علامتوں کے ساتھ دوسرے امراض بھی ذیابطیس کے مریض کو دبوچنے لگتے ہیں۔ کہا تو یہ جاتا ہے کہ اچانک برین ہمبریج (دماغ کی رگ پھٹنا) پیرالی سیس (فالج یا لقوہ) ہارٹ اٹیک (دل بیٹھنا یا ڈوبنا) جیسے بھاری بھاری مرض بھی نمودار ہوسکتے ہیں۔ ایسے میں ذیابطیس کی دوا کے ساتھ اِن امراض کو قابو میں لانے والی دوا بھی ضرور دی جانی چاہئے۔ سطور ذیل میں مرض ذیابطیس کی علامتوں کے ساتھ ہومیوپیتھی دواؤں کا نام، پوٹینشی اور طریقہ استعمال دیا جا رہا ہے۔

مفید عام اور تیر بہدف دوا، سائزی جیم جیمبولینم مدر ٹنکچر، دس دس بوند تین بار۔ اس کی معاون دوسری دوا گڑمار، جینما سلیوسٹری Q، دس بوند ایک بار۔ پیشاب میں گھوڑے کی پیشاب کا سا تعفن، یورنیم نائٹریٹ 3x، ایک ایک گولی ۴ بار۔ پیشاب زیادہ اور پیاس نہ بجھنے والی، ایسٹک ایسڈ 6، دو تین قطرے پانی میں۔ کمزوری بے حد پیشاب سفید یا دودھیا، ایسڈ فاس Q، دس قطرے پانی میں۔ پیروں پر سوجن، چکر، جھری دار چہرہ، ارجنٹم نائٹریکم 200، دو تین قطرے پانی میں۔ ریڑھ میں تشنجی درد کے ساتھ، ہیلی نیاس 6، دو تین قطرے پانی میں۔ جوڑوں میں اکڑن اور درد، لیکٹک ایسڈ 6، دو تین قطرے پانی میں۔ پیشاب کم ہو مگر جلن ہو، آرسینکم البم 30، دو تین قطرے پانی میں پھوڑے پھنسی کاربنکل پتی کے ساتھ، انسولین 3x، دو تین بار 1/4 چمچ یا دو دو گولیاں۔ قبض رہتا ہوا اجابت نہ ہوتی ہو، پلمبم 30، دو تین قطرے پانی میں۔ پیشاب میں یوریا آرہا ہو، یوریا 30، دو تین قطرے پانی میں۔ پیشاب میں فاسفیٹ ہوں، فاسفورک ایسڈ 30، دو تین قطرے پانی میں۔ پیشاب میں آگری لیٹ آئیں، آگزیلیک ایسڈ دو تین قطرے پانی میں۔

پیشاب کی جانچ ہر ہفتہ کراتے رہنا چاہئے اور اگر کوئی نئی علامت ابھرتی ہے تو اس کو مدنظر رکھتے ہوئے دوا جاری رکھنی چاہئے، جو علامت ختم ہوچکی ہو، اس کی دوا جاری نہ رکھیں ورنہ پھر سے اس کے لوٹ آنے کا خوف ہے۔ دل کے مریض کرے ٹیگس Crataegusq دس دس بوند تین بار پانی میں لیتے رہیں، فالجی مریض کا سٹیکم Causticum20 کی ایک خوراک دو بوند روزانہ شامل دوا کرلیں اور دماغی بخار والے جس سے رگ پھٹنے کا خطرہ ہوسکتا ہے گلونائن Glonoin30 کا اضافہ کرلیں۔ کوئی اور پیچیدگی محسوس کریں تو معالج سے رجوع کرنا نہ بھولیں۔

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

(۱)

ڈاکٹر سلمان راغب کا سانحۂ ارتحال عظیم ملی خسارہ

دہلی، ۲۹/اکتوبر ۲۰۱۹ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اپنے ایک اخباری بیان میں بنارس کے مشہور شاعر و صاحب قلم ڈاکٹر سلمان راغب بن شاد عباسی کے سانحۂ ارتحال پر اپنے شدید رنج و غم کا اظہار کیا ہے جو آج دوپہر دو بجے بنارس میں طویل علالت کے بعد بعمر پچپن سال اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امیر محترم نے اخباری بیان میں کہا ہے کہ ان کی وفات سے جماعت وملت اپنے ایک قابل قدر سپوت سے محروم ہوگئی ہے۔ موصوف نے بی ایچ یو سے اردو ادب میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ وہ زرنگار سوسائٹی کے ذمہ دار تھے جس کے توسط سے وہ اپنے تمام دینی وادبی پروگرام منعقد کرتے تھے۔ المنار پبلک اسکول زیر نگرانی جامعہ سلفیہ بنارس کے نگراں وانچارج کے علاوہ الاحد پبلک اسکول کے بھی ذمہ دار تھے۔ بنارس میں مولانا آزاد اوپن یونیورسٹی کا جو سینٹر ہے وہ اس کے بھی نگراں تھے۔ حال ہی میں یوپی اردو اکیڈمی نے انہیں ان کی خدمات کے لئے صحافتی ایوارڈ سے نوازا تھا۔ ان کا شمار شرفاء بنارس میں ہوتا تھا جبکہ ان کے جد امجد حافظ عباس اپنے تقویٰ وطہارت کے لئے مشہور اور جماعتی وملی خدمت کے لئے ہمیشہ وقف رہے۔ شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ اور ان کے خانوادے کے ساتھ ان کا تعلق ولگاؤ بہت گہرا تھا۔ ان کے ساتھ ادب واحترام کا ایسا رویہ رکھنے والے ان کے جیسے بہت کم لوگ ملے۔ اہل علم سے ادب واحترام کا رویہ اس خانوادے کا طرۂ امتیاز اور مہمان نوازی ان کی پہچان ہے۔ جس کی بنا پر ہم جیسے خوردوں کو بھی انہوں نے جماعتی غیرت وحمیت اور ملی ہمدردی کے پیش نظر ہمیشہ قدر ومنزلت کی نظر سے دیکھا۔ سلمان راغب عظیم خاندان کے چشم وچراغ اور اپنے خاندان کی روایات واقدار کے امین تھے۔ ادبی وصحافتی دنیا میں بھی اس طریقہ سے وہ اپنے والد کی علمی میراث کو زندہ رکھنے اور خاص طور پر شعر وادب اور اصلاحی وادبی کتابوں کی نشر واشاعت میں سرگرم رہے۔ اہل علم سے ان کے روابط بہت اچھے تھے۔ للہ فی اللہ جامعہ سلفیہ بنارس کی حقیقی خدمت نیز تعمیر وترقی میں فکری وعملی طور پر جتنی بھی مساہمت ہوسکتی تھی برابر کرتے تھے۔ جامعہ وجمعیت کو اپنی حیثیت وجاہ نیز اپنے سنجیدہ رویے سے فیض پہنچاتے رہے۔ حافظ عباس والیاس دار رحمہ اللہ جامعہ سلفیہ کے پروگراموں میں دعوت نامہ کے انتظار میں بیٹھے نہیں رہتے تھے۔ بلکہ وہ جامعہ سے اپنے قلبی لگاؤ کے باعث ہمیشہ پابندی سے شریک ہوتے تھے اور ہمہ وقت اس کی خدمت کے لئے وقف رہتے تھے۔ ناظم جامعہ مولانا عبدالوحید سلفی اور شیخ الجامعہ مولانا عبدالوحید رحمانی ان کے بڑے قدر دان تھے اور یہ دونوں بھی ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ ڈاکٹر سلمان جمعیت وجماعت کے لئے ہمیشہ فکرمند رہتے تھے وہ فون پر حالات معلوم کرتے رہتے اور ہمیشہ خدمت کی پیش کش کرتے رہتے۔ ان کے والد ماجد ابوالقاسم شاد عباسی فکر وفن شاعری اور علم وادب کے شوقین ورمز شناس ہیں۔ بڑھاپے میں اس صدمہ عظیم سے دوچار ہیں۔ ہم ان کے غم میں شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور لغزشوں سے درگذر فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ پسماندگان میں والد محترم ابوالقاسم شاد عباسی، بیوہ اور تین لڑکے ہیں۔

امیر محترم کے علاوہ ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی، ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز، نائبین امیر ڈاکٹر سید عبدالعزیز، حافظ عبدالقیوم، نائبین ناظم عمومی مولانا ریاض احمد سلفی، مولانا محمد علی مدنی، حافظ محمد یوسف چھمہ ودیگر ذمہ داران وکارکنان جمعیت نے ان کے پسماندگان ومتعلقین نیز جملہ سوگواران سے اظہار تعزیت کیا ہے اور ان کے لئے مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کی ہے۔

(۲)

امن وشانتی کا پیغام قوم وملت کے نام اور ہر طرح کے دنگا وفساد سے بچنے کی تلقین

دہلی، ۲/نومبر ۲۰۱۹ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اخبار کے نام جاری اپنے ایک اہم بیان میں نہ صرف مسلمانان ہند بلکہ جملہ برادران وطن کو جاری ماہ بابری مسجد ورام جنم بھومی قضیہ سے متعلق سپریم کورٹ کے متوقع فیصلے کے تناظر میں امن وشانتی بنائے رکھنے اور کسی بھی قسم کے منفی ردعمل سے دور رہنے کی اپیل کی ہے۔

انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ بابری مسجد ورام جنم بھومی قضیہ ملت اسلامیہ ہند ودیگر برادران وطن کے لئے عرصہ دراز سے انتہائی حساس اور سنگین بنا ہوا ہے۔ سپریم کورٹ میں اس کے زیر سماعت مالکانہ حق کے فیصلہ کا اعلان جاری ماہ نومبر ۲۰۱۹ء میں آنے کی پوری توقع ہے۔ لہٰذا اس نازک مرحلے میں ہم جملہ برادران وطن کی ذمہ داری ہے کہ ہم ایک دوسرے کو اس بات کی تلقین کریں کہ اس موقعہ پر صبر وسکون کا مظاہرہ کریں گے۔ کسی بھی قسم کے خلفشار، شوروغوغا، پروپیگنڈا، تشدد اور ہنگامہ آرائی سے دور رہیں گے، اچھے اور پرامن شہری، قوم وملک کے بہی خواہ ہونے اور عدلیہ کے فیصلے کا مکمل احترام کرنے کا ثبوت دیں گے نیز سوشل

میڈیا پر تبصرہ اور غلط پروپیگنڈہ کرنے سے گریز کریں گے اور اگر کہیں ایسا ہوتا ہے تو خود بھی ہوشیار رہیں گے اور دوسروں کو بھی ہوشیار رہنے کی تلقین کریں گے تاکہ وطن عزیز میں امن وآشتی، محبت و بھائی چارہ قائم رہے اور کسی طرح سے بدامنی کا ماحول پیدا نہ ہوسکے۔ یہی ہمارا طریقہ اور یہی ہماری تہذیب ہے نیز تمام مذاہب اسی کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس موقعہ پر ہم درج ذیل باتوں کا خاص خیال رکھیں:

۱۔ خصوصی دعا کا اہتمام کریں کہ اللہ رب العزت حق کو ظاہر کردے اور اس کے جائز مالکان کے حق میں فیصلہ صادر کرادے اور اپنے خاص فضل وکرم سے ایسے حالات پیدا فرمادے کہ اس نازک موقعہ پر کسی بھی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آئے اور ملک وملت نیز دیش واسیوں کے لئے باعث خیر وبرکت ہو۔

۲۔ بلالحاظ مسلک ومذہب تمام ہندوستانیوں میں یہ شعور وآگہی پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے کہ وہ عدالت کے فیصلہ پر حکمت وفراست سے کام لیں اور بہر حال کسی بھی ایسے ردعمل کا اظہار نہ کریں گے جس سے کسی طرح کی تشویش پیدا ہو، بلکہ شکر وصبر کا دامن تھامے رہیں گے۔

۳۔ ہر پڑھے لکھے اور ذی ہوش نیز کسی بھی عہدہ ومنصب پر فائز شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ قوم وملت کی صحیح رہنمائی کرے اور اپنے فرض منصبی کو محسوس کرتے ہوئے حتی الامکان کوشش کرے کہ امن وآشتی کا پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہونچے۔ ملک بھر کے بااثر حضرات اور خاص طور پر ائمہ وخطباء مساجد حالات کی نزاکت کے پیش نظر ان ہدایات کو عام کریں اور عوام الناس کو امن وآشتی بنائے رکھنے کی ترغیب دیں۔ تاکہ یہ نازک گھڑی بخیر وخوبی گزر جائے اور وطن عزیز میں گنگا جمنی تہذیب کی بوقلمونی باقی رہے نیز طالع آزماؤں، موقع پرستوں اور ملک وملت کے بد خواہوں کو کسی بھی قسم کا خلفشار پھیلانے کا موقع ہاتھ نہ آئے۔

انہوں نے مزید کہا کہ اس طرح کی ہدایات پر مشتمل ایک سرکلر صوبائی جمعیات اہل حدیث کے واسطے سے ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی جمعیت کی اکائیوں کو بھیجا جاچکا ہے اور توقع ظاہر کی گئی ہے کہ وہ امن وشانتی نیز بھائی چارے کے مشن میں سابقہ روایت کے مطابق اس وقت بھی اپنا اہم کردار ضرور نبھائیں گی۔

(۳)

صوبائی جمعیت اہلحدیث راجستھان کے ناظم اعلیٰ جناب عبدالحفیظ رانڈر کو صدمہ

دہلی، ۷/نومبر ۲۰۱۹ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کی مجالس عاملہ وشوریٰ کے رکن رکین، صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان کے ناظم اعلیٰ، راجستھان کے معروف ماربل مائنس مالک وتاجر اور ملک وملت اور جمعیت و جماعت کی نہایت مخلص وغیور، مخیّر اور ذمہ دار شخصیت جناب عبدالحفیظ صاحب رانڈر کے والد ماجد اور مدرسہ عربیہ سلفیہ ہدایت العلوم چمن پورہ، مکرانہ، راجستھان کے بانی جناب فقیر محمد رانڈر صاحب کے سانحہ ارتحال پر اپنے شدید رنج وغم کا اظہار کیا ہے جو کل مورخہ ۶/نومبر ۲۰۱۹ء کو شام سات بجے وطن مالوف مکرانہ راجستھان میں طویل علالت کے بعد بعمر ۹۷ سال اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

امیر محترم نے کہا کہ مرحوم نہایت ہی نیک، پرہیزگار، خصائل حمیدہ اور اخلاق عالیہ سے متصف، صوم وصلوۃ کے پابند اور نہایت ہی مخلص وغیور اہل حدیث تھے۔ سخاوت وفیاضی ان کا امتیاز تھا اور اور مدارس ومساجد اور دیگر مستحقین کی امداد کے لئے ان کا ہاتھ ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ جماعتی وملی کاز سے کافی دلچسپی رکھتے تھے اور دینی کاموں کے علاوہ سماجی خدمات کی انجام دہی میں لگے رہتے تھے۔ علاقہ کے چند باحیثیت لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ علماء نواز تھے اور ان کی ضیافت کرتے تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران خصوصا مجھ ناچیز سے بڑی محبت کرتے تھے اور جب بھی مکرانہ حاضری ہوتی تو بڑے خلوص سے ملتے، پرتپاک استقبال کرتے اور پر تکلف ضیافت فرماتے تھے۔ انہوں نے اپنی اولاد واحفاد کی صحیح اسلامی تربیت فرمائی جس کا نتیجہ ہے کہ جناب عبدالحفیظ صاحب سمیت ان کے تمام صاحبزادے اور صاحبزادیاں نیک، شریف اور دیندار ہیں اور دین وملت اور جماعت کے کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ مرحوم اپنے لگائے ہوئے چمن مدرسہ عربیہ ہدایۃ العلوم مکرانہ جس کے روح رواں جناب عبدالحفیظ صاحب ہیں کی تعمیر وترقی کے لیے ہمیشہ فکر مند رہتے اور وہاں تعلیم وتربیت میں بہتری لانے کے لیے ہمیشہ مشورے دیتے رہتے تھے۔ اساتذہ وطلباء آپ کے اخلاق کریمانہ سے بے حد متاثر تھے اس لیے ان کی موت پر ان کا غمزدہ ہونا ایک فطری امر ہے۔ اسی طرح مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا تعمیراتی کام جو اہلحدیث منزل جامع مسجد، دہلی میں پایہ تکمیل تک پہنچنے والا ہے اس کے لیے انہوں نے نہ صرف یہ کہ سنگ مرمر کے ذریعہ تعاون فرمایا بلکہ وہ اس کی تکمیل کے لیے بہت فکرمند بھی تھے اور اپنے فرزند ارجمند جناب عبدالحفیظ صاحب کو دیگر جماعتی اور ملی کاموں کی طرح اس کی بھی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ ان کی تجہیز و تدفین کل ہی رات 11 بجے آبائی قبرستان مکرانہ میں عمل میں آئی۔ پسماندگان میں چھ صاحبزادے جناب عبدالحفیظ صاحب، جناب عبداللطیف صاحب، جناب محمد صدیق صاحب، جناب معین الدین صاحب، جناب کلام الدین صاحب، چا صاحبزادیاں، تین درجن سے زائد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں جن میں بڑے پوتے عبدالرحیم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے فیض یافتہ ہیں۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت کرے، ان کی خدمات کو قبول فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے۔ پسماندگان خصوصا عبدالحفیظ صاحب، ان کے بھائیوں، بہنوں اور دیگر اہل خانہ کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور جمعیت وجماعت کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین

امیر محترم کے علاوہ ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی، ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز، نائبین امیر ڈاکٹر سید عبدالعزیز، حافظ عبدالقیوم، نائبین ناظم عمومی مولانا ریاض احمد سلفی، مولانا محمد علی مدنی، حافظ محمد یوسف چھمہ ودیگر ذمہ داران وکارکنان جمعیت نے

ان کے پسماندگان ومتعلقین نیز جملہ سوگواران سے اظہار تعزیت کیا ہے اوران کے لئے مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کی ہے۔

(۴)

مبارکپور کی معروف سماجی وملی شخصیت الحاج عبدالرقیب کا انتقال پرملال

۹/نومبر ۲۰۱۹ء، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے مولانا عبدالسلام مبارکپوری کے پوتے، شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ مبارکپوری کے برادرزاد، جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر نیپال کے موقر استاذ مولانا فضل حق مدنی کے والدگرامی اور جامعہ عربیہ دارالتعلیم پورہ صوفی مبارکپور کے استاذ مولانا عتیق الرحمٰن سلفی کے بڑے بھائی اور مبارکپور کی معروف شخصیت جناب الحاج عبدالرقیب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے۔

امیر محترم نے فرمایا کہ الحاج عبدالرقیب صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ مبارکپوری کے زیرتربیت پلے بڑھے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اوپر شیخ الحدیث کی تربیت کے گہرے نقوش پائے جاتے تھے۔ وہ بڑے خوش مزاج وملنسار اور صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔ نیک نفسی، تقوی، شرافت اور عبادت وریاضت ان کی زندگی کا نمایاں وصف تھا۔ علماء نواز تھے اور علماء کی مجالس میں بڑے شوق اور رغبت سے بیٹھتے تھے۔ مجھ ناچیز سے بھی بڑی محبت سے پیش آتے تھے اور میں مبارک پور حاضری کے موقع پر ان کی شفقت ومحبت سے فیض یاب ہوتا تھا۔ وہ ملی وسماجی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے اور اپنے اعلیٰ اخلاق وکردار کی وجہ سے قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ گذشتہ شب بارہ بجے طویل علالت کے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔ اور آج بعد نماز ظہر آبائی وطن مبارک پور میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا نئی دہلی میں بھی ان کے پوتوں کی موجودگی میں نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی۔ پسماندگان میں چار صاحبزادے مولانا فضل حق مدنی، الحاج محبّ الحق، الحاج شمس الحق اور الحاج فیاض الحق، ایک صاحبزادی فاضلہ اور پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں پر مشتمل ایک بڑا خاندان ہے۔ بڑے صاحبزادے مولانا فضل حق سلفی مدنی جو نیپال کے معروف مرکزی تعلیمی وتربیتی ادارہ ام الجامعات جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈانگر کے سینئر استاذ ہیں، اخلاق، دین داری اور طہارت وپاکیزگی میں ممتاز ہیں اور احفاد مولانا مولانا صہیب حسن مدنی، حافظ راشد حسن سلفی، حافظ حامد حسن سلفی، حافظ حمید حسن سلفی، حافظ حبیب حسن سلفی، حافظ حمود حسن، ڈاکٹر ضیاء الحق وغیرہ سب عالم وفاضل ہیں، صاحب تصنیف ہیں اور دینی وتعلیمی خدمات سے جڑے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۹ کا)

رب العزت میں دست دراز کئے اور بددعا کی: اے اللہ اس نے مجھ پرزیادتی کی ہے تو اسکے جسم کو بیماری میں مبتلا کردے، اسے سزا دے اور تتربتر کردے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مرنے سے پہلے اس کا آدھا جسم فالج زدہ ہوکر بے جان ہوگیا اور سوکھ گیا اور آدھا جسم زندہ رہا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ سب کیسے ہوگیا؟ کہا: مجھے امام احمد بن حنبل کی بددعا لگ گئی ہے۔ میرا آدھا جسم تو ایسا ہے کہ اگر اس پر کوئی مکھی بھی بیٹھ جائے تو لگتا ہے کہ دنیا بھر کے پہاڑ اس پر گر گئے ہیں اور رہا نصف باقی تو اسے اگر قینچیوں سے بھی کاٹ دیا جائے تو احساس نہیں ہوتا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے سیر اعلام النبلاء میں نقل کیا ہے کہ ایک بہت ہی دیندار عالم دین ایک سرکش بادشاہ کے دربار میں داخل ہوئے اور اسے بھلی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے روکنے لگے۔ اس سرکش بادشاہ کو یہ گوارہ نہ ہوا اور اس شخص کے چہرے پر زوردار طمانچہ جڑ دیا۔ اس شخص نے کہا کہ تو نے مجھے طمانچہ مارا میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے بددعا کرتا ہوں کہ وہ تیرے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ بادشاہ بولا: مجھے معاف کردو۔ اس نے جواب دیا: نہیں ہرگز نہیں۔ میں یہ فیصلہ اللہ کی عدالت میں لے جاؤں گا۔ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک ہفتہ بھی نہیں گذرا کہ زمانے نے پلٹا کھایا اور وہ عالم اس کی ساری جائداد کا مالک بن گیا۔ اس کے محل پر بھی اس کا قبضہ ہوگیا۔ اس نے اس کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور برسرعام اسے لٹکا دیا۔

ظلم گناہ کا کام اور ایسا بھیانک جرم ہے کہ جو اس کا ارتکاب کرتا ہے وہ اس کے لئے ہمہ وقت تاریکی کا باعث بنتا ہے، اس پر اللہ کا قہر نازل ہوتا ہے اور اس کی لعنت برستی ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لعن اللہ من غیر منار الارض** یعنی جو شخص زمین کے نشان کو بدل دے اس پر اللہ لعنت کرے۔ (مسلم) زمین کے نشان سے مراد وہ نشانات ہیں جو حدبندی کے لئے کھیتوں، جائدادوں اور زمینوں میں لگائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص فریق ثانی کی غیرموجودگی یا اس کی مرضی کے خلاف اس نشان کو بدل دیتا ہے تو اس حدیث کی روشنی میں یہ ظلم ہے اور وہ لعنت کا حقدار ہوتا ہے۔

ظلم سے دل ہی سیاہ نہیں ہوتا بلکہ یہ دنیا وآخرت نیز قبر میں تاریکی کا باعث بنتا ہے۔ ظلم اللہ تعالی کی ناراضگی مول لینے کا سبب بنتا ہے۔ ظلم بیع وشرا اور معاملات میں بھی ہوتا ہے اور حقوق کی ادائیگی میں بھی۔ باپ بیٹے کا حق ادا نہ کرے یا بیٹا باپ کے حق کی ادائیگی میں لاپرواہی برتے، شوہر بیوی کے حقوق سلب کرلے یا بیوی شوہر کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی برتے۔ اسی طرح دیگر حقداروں کے حقوق کی ادائیگی نہ کی جائے یہ سب ظلم کے زمرے میں آتا ہے جس سے بچنا انتہائی ضروری اور دنیا وآخرت میں نجات کا باعث ہے۔

☆☆☆

جماعتی خبریں

ایک عظیم الشان اجلاس عام: آج بتاریخ ۸/نومبر ۲۰۱۹ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب مسجد اہل حدیث ذاکر کالونی ہاپوڑ روڈ میرٹھ میں ایک عظیم الشان اجلاس زیر صدارت مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند منعقد ہوا۔ جس میں حافظ عبدالقدیر صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے اجلاس کا آغاز کیا۔ حمد و نعت کے بعد مولانا نعیم مبارک پوری نے خوف خدا پر تقریر پیش کی۔ ان کے بعد مولانا محمد مجیب سکندرآبادی صاحب امام وخطیب مسجد اہل حدیث ثمر کالونی میرٹھ نے رسول اللہ کے اخلاق کریمانہ اور آج کا مسلمان کے عنوان پر روشنی ڈالی ان کے بعد مولانا عبدالمالک ریاضی کاشمیری نے اچھے اعمال جنت میں دخول کا ذریعہ کے عنوان پر دل پذیر خطاب فرمایا اخیر میں ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب نے حالات حاضرہ کے موضوع پر بلیغ خطاب فرمایا پروگرام میں شہر میرٹھ کی مختلف مساجد کے علماء، ائمہ اور کثیر تعداد میں عوام نے شرکت فرمائی۔ (جمیل احمد، امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث میرٹھ)

انتقال پر ملال: نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ میرے حقیقی خالہ زاد بھائی محمد فیروز بن ذاکر حسین مقام و پوسٹ کھرہوا، ضلع دربھنگہ، بہار کا مورخہ ۲۸/اکتوبر ۲۰۱۹ء سہ پہر تین بجے دن طویل علالت کے بعد بعارضہ سرطان دہلی کے ایمس ہاسپٹل میں بعمر ۳۸ سال انتقال ہوگیا۔ انا لله وانا اليه راجعون اللهم اغفر له وارحمه واعفه واعف عنه ووسع مدخله واكرم نزله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الابيض وادخله فى جنة الفردوس واعذه من العذاب القبر وعذاب النار ان کے جنازے کی نماز اگلے دن بعد نماز عشاء آبائی وطن کھرہوا دربھنگہ میں ادا کی گئی۔ جس میں بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ مرحوم توحید خالص اور کتاب وسنت کے متحمس متبع تھے اور بلاد عربیہ میں برسر روزگار ہونے کی وجہ سے ان کے عقیدہ وعمل میں نکھار آیا تھا۔ وہ منہج سلف کے بڑے مناد اور کتاب وسنت کے بڑے داعی تھے۔ علاقے میں سلفی دعوت کو ان سے بڑی توقع تھی۔ ان کے اخلاق عالیہ کے گاؤں کے غیر مسلمین بھی گواہی دیتے تھے۔ پسماندگان میں دو معصوم بیٹے اور اہلیہ ہیں۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے، خدمات کو قبول کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔ (شریک غم: ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی، نئی دہلی)

ایک افسوسناک خبر: محترمہ رقیہ خاتون بڑی ہمشیرہ جناب مشتاق احمد صدیقی صاحب کارگزار صدر صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب اور والدہ ماجدہ جناب ممتاز احمد ممبر مجلس شوری جمعیت اہل حدیث پنجاب کا انتقال مورخہ ۲۹/اکتوبر ۲۰۱۹ء کو گاؤں بھیریاہی ضلع دربھنگہ میں ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کی نماز جنازہ بڑے بھائی جناب حافظ محمد اشفاق صاحب نے پڑھائی اور تدفین بعد نماز ظہر عمل میں آئی۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ پسماندگان اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے مرحومہ کی لغزشیں اور خطائیں معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔ آمین (منصور عالم، کارگزار ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب)

انتقال پر ملال: انتہائی رنج وملال کے ساتھ یہ خبر دی جارہی ہے کہ جمعیت اہل حدیث جھوم پورہ کے سابق صدر اور جامعہ مصباح العلوم جھوم پورہ کے پہلے ناظم جناب حافظ محمد ظہور الحق السّلفی تقریباً سو سال کی عمر میں گزشتہ ۲/نومبر ۲۰۱۹ء بروز سنیچر رات ۱۰/بجے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دوسرے روز صوبائی امیر الشیخ طہٰ سعید خالد المدنی حفظہ اللہ کی امامت میں ایک جم غفیر نے نماز جنازہ ادا کی اور جماعت کی قبرستان میں انہیں سپرد خاک کیا۔ نماز جنازہ میں مقامی جمعیت جھوم پورہ کے علاوہ ضلع کیونجھر وگھوسدا، یونٹ اور کیندرہ پاڑا کی جمعیتوں سے بھی افراد جماعت شریک تھے۔

موصوف علیہ الرحمۃ نمونہ سلف، انتہائی متواضع اور علم وعمل کے پیکر تھے اور متعدد بار حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کئے۔ دینی وملی خدمات کے ساتھ حکمت (علاج) بھی کرتے تھے۔ اور اڈیشہ سے متصل جھارکھنڈ کے علاقہ جینت گڈھ میں ایک لمبے عرصے تک تدریسی خدمات انجام دیئے۔ پس ماندگان میں اولاد واحفاد کے ساتھ شاگردوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ اللہ تعالی حافظ صاحب موصوف کی مغفرت فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (شریک غم: محمد حفیظ الرحمٰن، امیر جمعیت اہل حدیث جھوم پورہ وصدر جامعہ مصباح العلوم، جھوم پورہ، اڈیشہ)

(مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر، ناظم عمومی، ناظم مالیات اور جملہ ذمہ داران و کارکنان نے مذکورہ مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا ہے)

☆☆☆

خوشخبری خوشخبری

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا

کلینڈر 2020

جاذبِ نظر، خوشنما، ہر صفحہ اسلامی تعلیمات سے مزین، قابل دید
قرآنی آیات سے آراستہ اور اہم معلومات سے پُر کلینڈر
چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے۔

اپنا آرڈر بک کرائیں۔

مکتبہ ترجمان

Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar
Jama Masjid, Delhi-110006

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292
Ph:011-23273407,Fax:011-23246613
Mob: 9810162108,9560547230,9899152690